انصاراللہ

2016

ansar.no

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

انصاراللہ ناروے

۲۰۱۶ء (۱۴۳۷ ہجری)

فہرست مضامین

القرآن	۳
حدیث	۴
جہاد اور قتال کے بارہ میں ارشادات عالیہ حضرت مسیح موعودؑ	۵
اداریہ۔لاخوف	۸
پاکیزہ منظوم کلام حضرت مسیح موعودؑ	۱۲
عالمی امن۔ ارشادات حضرت خلیفۃالمسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ	۱۴
رپورٹ سالانہ کارکردگی مجلس انصاراللہ ناروے ۲۰۱۶	۱۹
کاروائی وسفارشات مجلس شوریٰ انصاراللہ ناروے ۲۰۱۶	۲۹
لائحہ عمل انصاراللہ ناروے انصاراللہ ۲۰۱۷	۳۳
صحت کارنر انصاراللہ ۔ سیب اور سیب کے سرکہ کے فوائد	۳۴
انتخاب	۳۷

ناروجین حصہ

1. Verdenssituasjonen idag og veien til fred
2. Den utlovede Messias as – Fredens ambassadør

امیر جماعت احمدیہ ناروے

مکرم چوہدری ظہور احمد صاحب

صدر مجلس انصاراللہ ناروے

مکرم رائے عبدالقدیر صاحب

مدیر انصاراللہ

ڈاکٹر احمد رضوان صادق

پروف ریڈنگ

مکرم قاضی منیر احمد صاحب

سرورق

مکرم منصور احمد ڈار صاحب

Baitul Nasr, Søren bullsvei 1, 1051 Oslo Tel; 22447188

ansar.no

آنحضور ﷺ کی ایک جامع دعا: (ابوداؤد کتاب الصلٰوۃ باب تشہد)

"ہمارے دل خیر پر جمع کر دے اے اللہ! اور ہمارے درمیان صلح کے سامان مہیا فرما۔ اور سلامتی کی راہیں دکھا۔ اور ہمیں اندھیروں سے نور کی طرف نجات دے اور ہمیں بے حیائی کی باتوں اور فتنوں سے بچا۔ خواہ انکا تعلق ظاہر سے ہو یا باطن سے۔ اور (اے ہمارے ربّ!) ہمارے کانوں، آنکھوں اور دلوں میں برکت دے اور ہماری بیویوں اور اولاد میں بھی برکت عطا فرما اور ہم پر رجوع برحمت ہو۔ یقیناً تو بہت توبہ قبول کرنے والا اور بار بار رحم کرنے والا ہے۔ اور (اے اللہ!) ہمیں اپنی نعمت کا شکر گزار اور اسکی تعریف کرنے والا، اسے قبول کرنے والا بنا اور وہ نعمت ہم پر پوری کر۔"

حضرت مسیح موعودؑ کی آڑے وقت کی دعا۔

رات کے آخری پہر میں اٹھو اور وضو کرو اور چند دوگانہ اخلاص سے بجالاؤ اور دردمندی اور عاجزی سے یہ دعا کرو۔ کہ **" اے میرے محسن اور میرے خدا میں ایک ناکارہ بندہ پُر معصیت اور پُر غفلت ہوں۔ تو نے مجھ سے ظلم پر ظلم دیکھا اور انعام پر انعام کیا۔ اور گناہ پر گناہ دیکھا اور احسان پر احسان کیا۔ تو نے ہمیشہ میری پردہ پوشی کی اور اپنی بے شمار نعمتوں سے مجھے متمتع کیا۔ سو اب بھی مجھ نالائق اور پُر گناہ پر رحم کر اور میری بیباکی اور ناسپاسی کو معاف فرما۔ مجھ کو میرے اس غم سے نجات بخش کہ بجز تیرے اور کوئی چارہ نہیں۔ آمین ثم آمین۔"**

مگر مناسب ہے کہ بروقت اس دعا کے فی الحقیقت دل کامل جوش سے اپنے گناہ کا اقرار اور اپنے مولا کے انعام اکرام کا اعتراف کرے کیوں کہ صرف زبان سے پڑھنا کوئی چیز نہیں۔ جوش دلی چاہیئے اور وقت گریہ بھی۔ یہ دعا معمولات عاجز سے ہے اور درحقیقت ایسے عاجز کے مطابق حال ہے۔ (بحوالہ الفضل ربوہ ۷ مئی ۲۰۱۶)

القرآن :

إِنَّ الَّذِينَ قَالُوا رَبُّنَا اللَّهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوا
تَتَنَزَّلُ عَلَيْهِمُ الْمَلَٰٓئِكَةُ أَلَّا تَخَافُوا وَلَا
تَحْزَنُوا وَأَبْشِرُوا بِالْجَنَّةِ الَّتِي كُنتُمْ
تُوعَدُونَ ۝٣٠

(سورۃ حامیم سجدہ آیت ۳۰)

یقیناً وہ لوگ جنہوں نے کہا اللہ ہمارا ربّ ہے، پھر استقامت اختیار کی، اُن پر بکثرت فرشتے نازل ہوتے ہیں کہ خوف نہ کرو اور غم نہ کھاؤ اور اس جنت (کے ملنے) سے خوش ہو جاؤ جس کا تم وعدہ دیئے جاتے ہو۔

ansari

حدیث نبوی ﷺ:

حضرت ابن عباسؓ بیان کرتے ہیں کہ ایک دفعہ جب کہ میں آنحضرت ﷺ کے پیچھے سواری پر بیٹھا تھا آپ نے فرمایا۔ اے برخوردار میں تجھے چند باتیں بتاتا ہوں۔ اول یہ کہ تو اللہ تعالیٰ کا خیال رکھ، اللہ تعالیٰ تیرا خیال رکھے گا۔ تو اللہ تعالیٰ پر نگاہ رکھ تو اسے اپنے پاس پائے گا۔ جب کوئی چیز مانگنی ہو تو اللہ تعالیٰ سے مانگ۔ اگر مدد مانگنی ہو تو اللہ تعالیٰ سے مانگ اور سمجھ لے کہ اگر سارے لوگ اکھٹے ہو کر تجھے فائدہ پہنچانا چاہیں تو وہ تجھے کچھ بھی فائدہ نہیں پہنچا سکتے سوائے اس کہ کہ اللہ چاہے اور تیری قسمت میں فائدہ لکھ دے۔ اور اگر وہ تجھے نقصان پہنچانے پر اتفاق کرلیں تو تجھے نقصان نہیں پہنچا سکیں گے سوائے اس کہ کہ اللہ تعالیٰ تیری قسمت میں نقصان لکھ دے۔ قلمیں اٹھا کر رکھ دی گئی ہیں اور صحیفۂ تقدیر خشک ہو چکا ہے۔

(حدیقۃ الصالحین ص ۱۴۸)

حضرت علیؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

جب رمضان کا مہینہ آتا ہے تو اللہ تعالیٰ حاملین عرش کو حکم دیتا ہے کہ اب وہ تسبیح کرنا چھوڑ دیں بلکہ اب امت محمدیہ اور مؤمنین کیلئے استغفار کریں۔

(کنز العمال جلد ۸ صفحہ ۴۷۹ حدیث نمبر ۲۳۷۱۶۔ بحوالہ الفضل ربوہ ۲۰ جون ۲۰۱۶)

ارشادات عالیہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام:

”جہاد کے مسئلہ کی فلاسفی اور اسکی اصل حقیقت ایسا ایک پیچیدہ امر اور دقیق نکتہ ہے کہ جس کے نہ سمجھنے کے باعث سے اس زمانے اور ایسا ہی درمیانی زمانے کے لوگوں نے بڑی بڑی غلطیاں کھائی ہیں اور ہمیں نہائت شرم زدہ ہو کر قبول کرنا پڑتا ہے کہ ان خطرناک غلطیوں کی وجہ سے اسلام کے مخالفوں کو موقعہ ملا کہ وہ اسلام جیسے پاک اور مقدس مذہب کو جو سراسر قانون قدرت کا آئینہ اور زندہ خدا کا جلال ظاہر کرنے والا ہے مورد اعتراض ٹھراتے ہیں۔

جاننا چاہیئے کہ جہاد کا لفظ جہد کے لفظ سے مشتق ہے جس کے معانی ہیں کوشش کرنا اور پھر مجاز کے طور پر دینی لڑائیوں کے لئے بولا گیا اور معلوم ہوتا ہے کہ ہندوؤں میں جو لڑائی کو یدّہ کہتے ہیں دراصل یہ لفظ بھی جہاد کے لفظ کا بگڑا ہوا ہے۔ چونکہ عربی زبان تمام زبانوں کی ماں ہے اور تمام زبانیں اسی میں سے نکلی ہیں اس لئے یدّہ کا لفظ جو سنسکرت کی زبان میں لڑائی پر بولا جاتا ہے دراصل جہد یا جہاد ہے اور پھر جیم کو یا کے ساتھ بدل دیا گیا اور کچھ تصرف کر کے تشدید کے ساتھ بولا گیا“۔ (روحانی خزائن۔ گورنمنٹ انگریزی اور جہاد ص ۳)

جہاد کے حکم کے بارہ میں حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:

” اس حکم کی اصل عبارت جو قرآن شریف میں اب تک موجود ہے یہ ہے۔ أُذِنَ لِلَّذِينَ يُقَاتَلُونَ بِأَنَّهُمْ ظُلِمُوا وَإِنَّ اللَّهَ عَلَى نَصْرِهِمْ لَقَدِيرٌ ، الَّذِينَ أُخْرِجُوا مِن دِيَارِهِم بِغَيْرِ حَقٍّ۔ (الحج ۴۰۔۴۱)۔ یعنی خدا نے ان مظلوم لوگوں کی جو قتل کئے جاتے ہیں اور ناحق اپنے وطن سے نکالے گئے فریاد سن لی اور ان کو مقابلہ کی اجازت دی گئی اور خدا قادر ہے جو مظلوم کی مدد کرے۔ مگر یہ حکم مختص الزمان والوقت تھا، ہمیشہ کے لئے نہیں تھا۔ بلکہ اس زمانہ کے متعلق تھا جب کہ اسلام میں داخل ہونے والے بکریوں اور بھیڑوں کی طرح ذبح کئے جاتے تھے۔ لیکن افسوس کہ نبوت اور خلافت کے زمانے کے بعد اس مسئلہ جہاد کے سمجھنے میں جس کی اصل جڑ آیت کریمہ مذکورہ بالا ہے

لوگوں نے بڑی بڑی غلطیاں کھائیں اور ناحق مخلوق خدا کو تلوار کے ساتھ ذبح کرنا دینداری کا شعار سمجھا گیا اور عجیب اتفاق یہ ہے کہ عیسائیوں کو تو خالق کے حقوق کی نسبت غلطیاں پڑیں اور مسلمانوں کو مخلوق کے حقوق کی نسبت۔ یعنی عیسائی دین میں تو ایک عاجز انسان کو خدا بنا کر اس قادر قیوم کی حق تلفی کی گئی جس کی مانند نہ زمین میں کوئی چیز ہے اور نہ آسمان میں۔ اور مسلمانوں نے انسانوں پر ناحق تلوار چلانے سے بنی نوع کی حق تلفی کی اور اس کا نام جہاد رکھا۔ غرض حق تلفی کی ایک راہ عیسائیوں نے اختیار کی اور دوسری راہ حق تلفی کی مسلمانوں نے اختیار کی۔ اور اس زمانہ کی بدقسمتی سے یہ دونوں گروہ ان دونوں قسم کی حق تلفیوں کو ایسا پسندیدہ طریق خیال کرتے ہیں کہ ہر ایک گروہ جو اپنے عقیدہ کے موافق ان دونوں قسموں میں سے کسی قسم کی حق تلفی پر زور دے رہا ہے وہ یہ سمجھ رہا ہے کہ گویا وہ اس سے سیدھا بہشت کو جائے گا اور اس سے بڑھ کر کوئی بھی ذریعہ بہشت کا نہیں"۔ (روحانی خزائن۔ گورنمنٹ انگریزی اور جہاد ص ۶۔۷)۔

"لکھا ہے کہ جب مسیح موعود ظاہر ہو جائے گا تو سیفی جہاد اور مذہبی جنگوں کا خاتمہ ہو جائے گا۔ کیونکہ مسیح نہ تلوار اٹھائے گا اور نہ کوئی اور زمینی ہتھیار ہاتھ میں پکڑے گا بلکہ اس کی دعا اس کا حربہ ہو گا۔ اور اس کی عقد ہمت اس کی تلوار ہو گی وہ صلح کی بنیاد ڈالے گا اور بکری اور شیر کو ایک ہی گھاٹ پر اکٹھے کرے گا اور اس کا زمانہ صلح اور نرمی اور انسانی ہمدردی کا زمانہ ہو گا۔ ہائے افسوس کیوں یہ لوگ غور نہیں کرتے کہ تیرہ سو برس ہوئے کہ مسیح موعود کی شان میں آنحضرت ﷺ کے منہ سے کلمہ یضع الحرب جاری ہو چکا ہے جس کے معنی یہ ہیں کہ مسیح موعود جب آئے گا تو لڑائیوں کا خاتمہ کر دے گا۔ اور اسی طرف اشارہ اس قرآنی آیت کا ہے حتی تضع الحرب اوزارھا (سورۃ محمد آیت ۵)۔ یعنی اس وقت تک لڑائی کرو جب تک مسیح کا وقت آجائے۔ یہی تضع الحرب اوزارھا ہے۔ دیکھو صحیح بخاری موجود ہے جو قرآن کے بعد اصح الکتب مانی گئی ہے۔ اس کو غور سے پڑھو۔ اے اسلام کے عالمو اور مولویو! میری بات سنو! میں سچ سچ کہتا ہوں کہ اب جہاد کا وقت نہیں ہے خدا کے پاک نبی کے نافرمان مت بنو مسیح موعود جو آنے والا تھا آچکا اور اس نے حکم بھی دیا کہ آئندہ مذہبی جنگوں سے جو تلوار اور کشت خون کے ساتھ ہوتی ہیں باز آجاؤ تو اب بھی خونریزی سے باز نہ آنا اور ایسے وعظوں سے منہ بند نہ کرنا طریق اسلام نہیں۔ جس نے مجھے قبول

کیاہے وہ نہ صرف ان وعظوں سے منہ بند کرے گا بلکہ اس طریق کونہایت برا اور موجب غضب الٰہی جانے گا"

(روحانی خزائن۔ گورنمنٹ انگریزی اور جہاد ص ۸۔۹)۔

" دیکھو میں ایک حکم لے کر آپ لوگوں کے پاس آیا ہوں اور وہ یہ ہے کہ **اب سے تلوار کے جہاد کا خاتمہ ہے** مگر **اپنے نفسوں کے پاک کرنے کا جہاد باقی ہے۔** اور یہ بات میں نے اپنی طرف سے نہیں کہی بلکہ خدا کا یہی ارادہ ہے"

(روحانی خزائن۔ گورنمنٹ انگریزی اور جہاد ص ۱۵)

حضرت مسیح موعودؑ روحانی خزائن میں اربعین نمبر ۴ کے صفحہ ۴۴۳ کے حاشیہ میں لکھتے ہیں:

" جہاد یعنی دینی لڑائیوں کی شدت کو خدا تعالیٰ آہستہ آہستہ کم کرتا گیا ہے۔ حضرت موسیٰ کے وقت میں اس قدر شدت تھی کہ ایمان لانا بھی قتل سے بچا نہیں سکتا تھا اور شیر خوار بچے بھی قتل کئے جاتے تھے۔ پھر ہمارے نبی صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے وقت میں بچوں اور بڈھوں اور عورتوں کا قتل کرنا حرام کیا گیا اور پھر بعض قوموں کے لئے بجائے ایمان کے صرف جزیہ دے کر مواخذہ سے نجات پانا قبول کیا گیا اور پھر مسیح موعود کے وقت قطعاً جہاد کا حکم موقوف کر دیا گیا"

اب چھوڑ دو جہاد کا اے دوستو خیال — دیں کے لئے حرام ہے اب جنگ اور قتال

اب آگیا مسیح جو دین کا امام ہے — دین کی تمام جنگوں کا اب اختتام ہے

دشمن ہے وہ خدا کا جو کرتا ہے اب جہاد — منکر نبی کا ہے جو یہ رکھتا ہے اعتقاد

القصہ یہ مسیح کے آنے کا ہے نشاں — کر دے گا ختم آ کے وہ دیں کی لڑائیاں

اب تم میں کیوں وہ سیف کی طاقت نہیں رہی — بھید اس میں ہے یہی کہ وہ حاجت نہیں رہی

ہم اپنا فرض دوستو اب کر چکے ادا — اب بھی اگر نہ سمجھو تو سمجھائے گا خدا

اداریہ :

لاخوف

ہر شخص کی زندگی میں کوئی وقت ضرور ایسا آتا ہے جب وہ کسی نہ کسی خوف میں مبتلا ہوتا ہے۔ بعض خوف تو زندگی کی حفاظت اور جسم کو نقصان سے بچانے کے لئے نہایت ضروری ہوتے ہیں اور ایسے خوف انسان کی بقا کے لیئے انسان کی جبلت میں ہوتے ہیں۔ مثلاً گرنے، چوٹ لگنے کے خوف کی وجہ سے انسان بہت سے نقصانات سے بچا رہتا ہے۔ مگر بعض خوف جو انسان کی زندگی میں آہستہ آہستہ سرایت کرتے ہیں اور بعض لوگوں میں اس قدر شدت سے زور پکڑتے ہیں کہ ان کی زندگی اجیرن بن جاتی ہے۔ مثلاً مرنے کا خوف، بیماری کا خوف، بھوک کا خوف، دولت یا عزت چھن جانے کا خوف، اولاد سے جڑے مختلف خوف، آخرت کا خوف۔ دنیا اجتماعی طور پر بھی بہت سے خوفوں کا شکار ہے۔ مثلاً معاشی بدحالی کا خوف، جنگ کا خوف وغیرہ۔ ایسے تمام خوفوں سے کیونکر نجات ممکن ہے آیئے اس کے لیئے قرآن کریم سے راہنمائی لیتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں "خوف اور لاخوف" کا لفظ بارہا استعمال کیا ہے۔ خوف کی وجوہات کیا ہیں اور اللہ تعالیٰ کے کون سے ایسے احکامات ہیں جن پر عمل کرنے سے ہر قسم کے خوف سے نجات حاصل کی جاسکتی ہے، اس کی چند مثالیں ملاحظہ فرمایئے۔

سورۃ بقرہ کی آیت ۱۵۶ میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

وَلَنَبْلُوَنَّكُمْ بِشَيْءٍ مِّنَ الْخَوْفِ وَالْجُوْعِ وَنَقْصٍ مِّنَ الْاَمْوَالِ وَالْاَنْفُسِ وَالثَّمَرَاتِ ۗ وَبَشِّرِ الصَّابِرِيْنَ۔

ترجمہ: اور ہم ضرور تمہیں کچھ خوف اور کچھ بھوک اور کچھ اموال اور جانوں اور پھلوں کے نقصان کے ذریعہ آزمائیں گے۔ اور صبر کرنے والوں کو خوشخبری دے دے۔

یعنی زندگی میں ترقی کرنے کے لئے خوف کا آنا ضروری ہے اور جو لوگ صبر سے کام لیں گے اور خدا تعالیٰ کی دی ہوئی توفیق سے کام کرتے چلے جائیں گے اور اللہ کی رحمت سے مایوس نہیں ہوں گے وہ لوگ کامیاب ہوں گے اور ان لوگوں کو دنیوی خوف کوئی بھی نقصان نہیں پہنچا سکیں گے۔

پھر اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کی ناشکری خوف اور بھوک کا سبب ہو سکتا ہے۔ سورۃ النحل آیت ۱۱۳ میں اللہ فرماتا ہے:

وَضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا قَرْيَةً كَانَتْ اٰمِنَةً مُّطْمَئِنَّةً يَّاْتِيْهَا رِزْقُهَا رَغَدًا مِّنْ كُلِّ مَكَانٍ فَكَفَرَتْ بِاَنْعُمِ اللّٰهِ

فَاَذَاقَهَا اللّٰهُ لِبَاسَ الْجُوْعِ وَالْخَوْفِ بِمَا كَانُوْا يَصْنَعُوْنَ۔

ترجمہ: اور اللہ ایک ایسی بستی کی مثال بیان کرتا ہے جو بڑی پُر امن اور مطمئن تھی۔ اس کے پاس ہر طرف سے اس کا رزق بافراغت آتا تھا پھر اُس (کے مکینوں) نے اللہ کی نعمتوں کی ناشکری کی تو اللہ نے اُنہیں بھوک اور خوف کا لباس پہنا دیا ان کاموں کی وجہ سے جو وہ کیا کرتے تھے۔

اللہ تعالیٰ سورۃ بقرہ کی آیت ۳۹ میں خوف سے بچنے کا ایک طریقہ بتاتے ہوئے فرماتا ہے:

فَاِمَّا يَاْتِيَنَّكُمْ مِّنِّيْ هُدًى فَمَنْ تَبِعَ هُدَايَ فَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ۔

ترجمہ: پس جب کبھی بھی تمہارے پاس میری طرف سے ہدایت آئی تو جنہوں نے میری ہدایت کی پیروی کی ان پر کوئی خوف نہیں ہو گا اور نہ ہی وہ کوئی غم کریں گے۔

یعنی جو بھی اللہ کی طرف سے آئی ہوئی ہدایت یعنی قرآن مجید پر عمل کرے گا وہ بے خوف ہو گا۔

ایسا ہی طریق پھر سورۃ الاعراف آیت ۳۶ میں اللہ فرماتا ہے:

يٰبَنِيْٓ اٰدَمَ اِمَّا يَاْتِيَنَّكُمْ رُسُلٌ مِّنْكُمْ يَقُصُّوْنَ عَلَيْكُمْ اٰيٰتِيْ فَمَنِ اتَّقٰى وَاَصْلَحَ فَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ

يَحْزَنُوْنَ۔

ترجمہ: اے ابنائے آدم! اگر تمہارے پاس تم میں سے رسول آئیں جو تم پر میری آیات پڑھتے ہوں تو جو بھی **تقویٰ اختیار کرے اور اصلاح کرے** تو ان لوگوں پر کوئی خوف نہیں ہو گا اور وہ غمگین نہیں ہوں گے۔

یعنی رسول خدا کی پیروی کرتے ہوئے جو بھی تقویٰ اختیار کرے گا اسے کوئی خوف نہ ہو گا۔

سورۃ بقرہ آیت ۲۷۸ میں نماز قائم کرنے اور زکوۃ ادا کرنے کو بے خوف ہونے کا ذریعہ بتایا:

اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتَوُا الزَّكٰوةَ لَهُمْ اَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ وَلَا خَوْفٌ

عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ۔

ترجمہ: **یقیناً وہ لوگ جو ایمان لائے اور نیک اعمال بجا لائے اور انہوں نے نماز کو قائم کیا اور زکوۃ دی** اُن کے لئے اُن کا اجر اُن کے ربّ کے پاس ہے۔ اور اُن پر کوئی خوف نہیں ہو گا اور نہ وہ غمگین ہوں گے۔

پھر سورۃ بقرہ آیت ۲۷۵ میں اللہ کی راہ میں مال خرچ کرنے کو خوف دور کرنے کا نسخہ بتایا:

اَلَّذِیۡنَ یُنۡفِقُوۡنَ اَمۡوَالَهُمۡ بِالَّیۡلِ وَالنَّهَارِ سِرًّا وَّعَلَانِیَةً فَلَهُمۡ اَجۡرُهُمۡ عِنۡدَ رَبِّهِمۡ ۚ وَلَا خَوۡفٌ عَلَیۡهِمۡ وَلَا هُمۡ یَحۡزَنُوۡنَ۔

ترجمہ: وہ لوگ جو اپنے اموال خرچ کرتے ہیں رات کو بھی اور دن کو بھی، چھپ کر بھی اور کھلے عام بھی، تو ان کے لئے ان کا اجر اُن کے ربّ کے پاس ہے اور ان پر کوئی خوف نہیں ہو گا اور نہ وہ غم کریں گے۔

پھر احسان کرنے والے بے خوف ہوں گے جیسا کہ اللہ تعالیٰ سورۃ بقرہ آیت ۱۱۳ میں فرماتا ہے:

بَلٰی مَنۡ اَسۡلَمَ وَجۡهَهٗ لِلّٰهِ وَهُوَ مُحۡسِنٌ فَلَهٗۤ اَجۡرُهٗ عِنۡدَ رَبِّهٖ ۪ وَلَا خَوۡفٌ عَلَیۡهِمۡ وَلَا هُمۡ یَحۡزَنُوۡنَ۔

ترجمہ: نہیں نہیں، سچ یہ ہے کہ جو بھی اپنا آپ خدا کے سپرد کر دے اور وہ احسان کرنے والا ہو تو اس کا اجر اس کے ربّ کے پاس ہے۔ اور اُن (لوگوں) پر کوئی خوف نہیں اور نہ وہ غمگین ہوں گے۔

اللہ کی نعمتوں پر شکر کرنے سے انسان بے خوف ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ سورۃ آل عمران آیت ۱۷۱ میں فرماتا ہے:

فَرِحِیۡنَ بِمَاۤ اٰتٰهُمُ اللّٰهُ مِنۡ فَضۡلِهٖ وَیَسۡتَبۡشِرُوۡنَ بِالَّذِیۡنَ لَمۡ یَلۡحَقُوۡا بِهِمۡ مِّنۡ خَلۡفِهِمۡ ۙ اَلَّا خَوۡفٌ عَلَیۡهِمۡ وَلَا هُمۡ یَحۡزَنُوۡنَ۔

ترجمہ: بہت خوش ہیں اس پر جو اللہ نے اپنے فضل سے اُنہیں دیا ہے اور وہ خوشخبریاں پاتے ہیں اپنے پیچھے رہ جانے والوں کے متعلق جو ابھی ان سے نہیں ملے کہ ان پر بھی کوئی خوف نہیں ہو گا اور وہ غمگین نہیں ہوں گے۔

وہ شخص بھی بے خوف ہو گا جو اللہ پر اور یوم آخر پر ایمان لایا اور اعمال صالح بجا لایا۔ اللہ تعالیٰ سورۃ المائدہ آیت ۷۰ میں فرماتا ہے:

اِنَّ الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا وَالَّذِیۡنَ هَادُوۡا وَالصَّابِئُوۡنَ وَالنَّصٰرٰی مَنۡ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَالۡیَوۡمِ الۡاٰخِرِ وَعَمِلَ صَالِحًا فَلَا خَوۡفٌ عَلَیۡهِمۡ وَلَا هُمۡ یَحۡزَنُوۡنَ۔

ترجمہ: یقیناً وہ لوگ جو ایمان لائے اور جو یہودی ہوئے اور صابی اور نصرانی جو بھی اللہ پر ایمان لایا اور یوم آخر پر اور نیک عمل بجا لایا اُن پر کوئی خوف نہیں اور وہ کوئی غم نہیں کریں گے۔

جو خدا کے بھیجے ہوئے پیغمبروں پر ایمان لے آئے اور اپنی اصلاح کرے وہ بے خوف ہو گا۔ اللہ تعالیٰ سورۃ الانعام آیت ۴۹ میں فرماتا ہے:

وَمَا نُرْسِلُ الْمُرْسَلِيْنَ اِلَّا مُبَشِّرِيْنَ وَمُنْذِرِيْنَ فَمَنْ اٰمَنَ وَاَصْلَحَ فَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ۔

ترجمہ: اور ہم پیغمبر نہیں بھیجتے مگر اس حیثیت میں کہ وہ بشارت دینے والے اور انذار کرنے والے ہوتے ہیں۔ پس جو ایمان لے آئے اور اصلاح کرے تو ان پر کوئی خوف نہیں اور نہ وہ کوئی غم کریں گے۔

پھر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جو بھی اللہ کا دوست ہے وہ بے خوف ہو گا۔ سورۃ یونس آیت ۶۳:

اَلَآ اِنَّ اَوْلِيَآءَ اللّٰهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ۔

ترجمہ: سنو کہ یقیناً اللہ کے دوست ہی ہیں جن پر کوئی خوف نہیں اور نہ وہ غمگین ہوں گے۔

جس نے اللہ کو مانا اور اس پر استقامت اختیار کی وہ بے خوف ہو گا۔ سورۃ احقاف آیت ۱۴:

اِنَّ الَّذِيْنَ قَالُوْا رَبُّنَا اللّٰهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوْا فَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ۔

یقیناً وہ لوگ جنہوں نے کہا اللہ ہمارا ربّ ہے پھر (اس پر) استقامت اختیار کی تو نہ ان پر کوئی خوف ہو گا اور نہ وہ غمگین ہوں گے۔

خلاصہ کلام یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس انسان کو جس کو کوئی دنیوی خوف نہ ہو کامیاب انسان قرار دیا ہے اور اسے اپنا فضل کہا ہے۔ اس کے مقابلہ پر اللہ کا خوف اور خشیت انسان کو تقویٰ میں بڑھاتی ہے۔ خوف کیونکر انسان کی زندگی میں آتا ہے اور اسے کیسے دور کیا جا سکتا ہے اس کے گُر خدا تعالیٰ نے انسان پر احسان کرتے ہوئے خود بتا دئے۔ جب خوف نہیں ہو گا تو غم بھی نہیں ہو گا، دل مطمئن اور خوش ہو گا اور دنیا اور آخرت سنور جائے گی۔ اس کا ایک ذمنی فائدہ یہ بھی ہو گا کہ انسان بہت سی جسمانی بیماریوں سے بھی بچا رہے گا۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اپنی رضا کی راہوں پر چلائے اور اپنا خاص فضل فرماتے ہوئے ہر قسم کے خوف سے نجات دے، صحت سے رکھے اور دین و دنیا کی حسنات عطا فرمائے۔ آمین۔ ثم آمین۔

منتخب منظوم کلام سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام :

یہ سراسر فضل و احساں ہے کہ میں آیا پسند
ورنہ درگہ میں تری کچھ کم نہ تھے خدمت گذار

آسماں میرے لیے تو نے بنایا اک گواہ
چاند اور سورج ہوئے میرے لئے تاریک و تار

صاف دل کو کثرت اعجاز کی حاجت نہیں
اک نشاں کافی ہے گر دل میں ہے خوف کردگار

بدگمانی نے تمہیں مجنوں و اندھا کر دیا
ورنہ تھے میری صداقت پر براہیں بے شمار

کہتے ہیں تثلیث کو اب اہل دانش الوداع
پھر ہوئے ہیں چشمہ توحید پر از جاں نثار

آسماں سے ہے چلی توحید خالق کی ہوا
دل ہمارے ساتھ ہیں گو منہ کریں بک بک ہزار

راگ وہ گاتے ہیں جس کو آسماں گاتا نہیں
وہ ارادے ہیں کہ جو ہیں بر خلاف شہریار

سر سے میرے پاؤں تک وہ یار مجھ میں ہے نہاں

اے مرے بدخواہ کرنا ہوش کر کے مجھ پہ وار

قوم کے لوگو! ادھر آؤ کہ نکلا آفتاب

وادئ ظلمت میں کیا بیٹھے ہو تم لیل ونہار

ہر طرف آواز دینا ہے ہمارا کام آج

جس کی فطرت نیک ہے وہ آئے گا انجام کار

ٹوٹے کاموں کو بناوے جب نگاہ فضل ہو

پھر بنا کر توڑ دے اک دم میں کر دے تار تار

تیری درگہ میں نہیں رہتا کوئی بھی بے نصیب

شرط رہ پر صبر ہے اور ترک نام اضطرار

گر نہ ہو تیری عنایت سب عبادت ہیچ ہے

فضل پر تیرے ہے سب جہد و عمل کا انحصار

وہ خزائن جو ہزاروں سال سے مدفون تھے

اب میں دیتا ہوں اگر کوئی ملے امیدوار

عالمی امن

حضرت مرزا مسرور احمد صاحب خلیفۃ المسیح الخامس ۲۰۰۸ میں برطانوی پارلیمنٹ کو خطاب کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔(بحوالہ عالمی بحران اور امن کی راہ)۔ ”اگر ہم گذشتہ چند صدیوں کی تاریخ کا غیر جانبدارانہ جائزہ لیں تو ہمیشہ یہ نظر آئے گا کہ اس دور میں جو جنگیں ہوئیں وہ درحقیقت مذہبی جنگیں نہیں تھیں بلکہ زیادہ تر جغرافیائی اور سیاسی نوعیت کی جنگیں تھیں۔ آج بھی اقوام عالم کے مابین جو تنازعات موجود ہیں وہ دراصل سیاسی، علاقائی اور اقتصادی مفادات کی وجہ سے پیدا ہوئے ہیں اور حالات جو رخ اختیار کر رہے ہیں انہیں دیکھتے ہوئے مجھے ڈر ہے کہ مختلف ممالک کے سیاسی اور اقتصادی تغیرات ایک عالمگیر جنگ پر منتج ہو سکتے ہیں۔۔۔

اب میں مختصر طور پر بیان کروں گا کہ اسلام کی وہ کونسی تعلیمات ہیں جو دنیا میں امن قائم کرنے کے لئے ہیں یا یہ کہ ان تعلیمات کی روشنی میں دنیا میں کس طرح امن قائم کیا جاسکتا ہے؟۔۔۔ ہمارا سب سے اہم کام ایک ہی ہے اور وہ یہ ہے کہ دنیا کو آنحضور ﷺ کے کامل اسوۂ اور اسلام کی حسین تعلیمات سے آگاہ کیا جائے۔۔۔

قرآن کریم فرماتا ہے:” اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو! اللہ کی خاطر مضبوطی سے نگرانی کرتے ہوئے انصاف کی تائید کے گواہ بن جاؤ اور کسی قوم کی دشمنی تمہیں ہرگز اس بات پر آمادہ نہ کرے کہ تم انصاف نہ کرو۔ انصاف کرو یہ تقویٰ کے سب سے زیادہ قریب ہے اور اللہ سے ڈرو۔ یقیناً اللہ اس سے ہمیشہ باخبر رہتا ہے جو تم کرتے ہو“ (سورۃ المائدہ ۹)۔ یہ وہ تعلیم ہے جو معاشرے میں امن قائم کرتی ہے۔ فرمایا کہ اپنے دشمن کے معاملے میں بھی عدل کو نہ چھوڑو۔ ابتدائی تاریخ اسلام بتاتی ہے کہ اس تعلیم پر عمل کیا گیا تھا اور عدل وانصاف کے تمام تقاضے پورے کیے گئے تھے۔۔۔ فتح مکہ کے بعد حضرت اقدس محمد مصطفی ﷺ نے ان لوگوں سے کوئی انتقام نہیں لیا تھا جنہوں نے آپ ﷺ کو شدید تکالیف دی تھیں۔ آپ نے نہ صرف انہیں معاف کر دیا تھا بلکہ اجازت دی تھی کہ وہ اپنے

اپنے دین پر قائم رہیں۔ آج بھی امن صرف اس صورت میں قائم ہو سکتا ہے جب دشمن کے لئے بھی عدل کے تمام تقاضے پورے کیے جائیں۔ اور ایسا صرف مذہبی انتہاپسندی کے خلاف جنگوں میں ہی نہیں بلکہ دیگر تمام جنگوں میں بھی کیا جانا چاہئے۔۔۔

ہمیں آنحضرت ﷺ نے یہ سنہری اصول سکھایا ہے کہ ظالم اور مظلوم دونوں کی مدد کرو۔ صحابہ نے پوچھا کہ مظلوم کی مدد کرنا تو سمجھ میں آتا ہے لیکن ظالم کی مدد کس طرح کر سکتے ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ اس کے ہاتھوں کو ظلم سے روک کر کیوں کہ بصورت دیگر اس کا ظلم میں بڑھتے چلے جانا اسے خدا کے عذاب کا مورد بنادے گا۔ (صحیح البخاری کتاب الاکراہ باب یمین الرجل لصاحبہ۔ حدیث نمبر ۶۹۵۲)۔ پس اس پر رحم کرتے ہوئے اسے بچانے کی کوشش کرو۔ یہ وہ اصول ہے جو معاشرے کی چھوٹی سے چھوٹی اکائی سے لے کر بین الاقوامی سطح تک اطلاق پاتا ہے۔ اس ضمن میں قرآن کریم فرماتا ہے: " اور اگر مومنوں میں سے دو جماعتیں آپس میں لڑ پڑیں تو ان کے درمیان صلح کرواؤ۔ پس اگر ان میں سے ایک دوسری کے خلاف سرکشی کرے تو جو زیادتی کر رہی ہے اس سے لڑو یہاں تک کہ وہ اللہ کے فیصلے کی طرف لوٹ آئیں۔ پس اگر وہ لوٹ آئے تو ان دونوں کے درمیان عدل سے صلح کرواؤ اور انصاف کرو۔ یقیناً اللہ انصاف کرنے والوں سے محبت کرتا ہے۔" (سورۃ الحجرات ۱۰)۔

اگرچہ یہ تعلیم مسلمانوں کے متعلق ہے لیکن اس اصول کو اختیار کر کے عالمی امن کی بنیاد رکھی جاسکتی ہے۔۔۔

دنیا میں امن قائم کرنے کی خاطر ہمیں ایک اور اصول یہ سکھایا گیا ہے کہ دوسروں کی دولت کو للچائی نظروں سے مت دیکھو۔ قرآن کریم فرماتا ہے: " اور اپنی آنکھیں اس عارضی متاع کی طرف نہ پسار جو ہم نے ان میں سے بعض گروہوں کو دنیوی زندگی کی زینت کے طور پر عطا کی ہے تاکہ ہم اس میں ان کی آزمائش کریں۔ اور تیرے رب کا رزق بہت اچھا اور باقی رہنے والا ہے" (سوۃ طٰہٰ ۱۳۲)

دوسروں کی دولت کو لالچ اور حسد سے دیکھنا بھی دنیا میں بڑھتی ہوئی بے چینی کی ایک وجہ ہے۔ ہر مادی آسائش کے حصول میں دوسروں سے آگے نکلنے کی کوشش کے نتیجہ میں ایک نہ ختم ہونے والے لالچ اور حرص نے جنم لیا

ہے۔انفرادی سطح پر اس دوڑ نے معاشرہ کے امن کو تباہ کر دیا ہے۔ قومی سطح پر لالچ کی اس دوڑ کے نتیجہ میں دنیا کا امن برباد ہوا ہے۔ تاریخ سے ثابت ہے اور ہر عقل مند آدمی یہ اندازہ لگا سکتا ہے کہ دوسروں کی دولت کے حصول کی خواہش لالچ اور حسد کو بڑھاتی ہے جو درحقیقت خسارہ کا سودا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ان کو چاہیئے کہ وہ اپنے وسائل پر نظر رکھیں اور ان سے فائدہ اٹھائیں۔ ارضی فتوحات کی کوششیں دراصل ان علاقوں کے قدرتی وسائل سے فائدہ اٹھانے کے لئے کی جاتی ہیں۔۔۔

مارچ ۲۰۱۲ کو نویں سالانہ امن کانفرنس کے موقعہ پر حضور نے فرمایا:

"محض تقاریر اور خطابات کر لینا اور سن لینا کافی نہیں ہے اور صرف اس کے ساتھ امن قائم نہیں ہو سکتا۔ دراصل اس اہم مقصد کے حصول کی بنیادی شرط تمام معاملات میں مکمل عدل و انصاف ہے۔ قرآن کریم کی سورۃ نمبر ۴ آیت ۱۳۶ میں ہمیں اس بارہ میں ایک سنہرہ اصول اور سبق دیا گیا ہے۔ اس میں بتایا گیا ہے کہ انصاف کے تقاضے پورے کرنے چاہیئں خواہ آپ کو اپنے خلاف، اپنے والدین کے خلاف، اپنے دوستوں اور قریبی رشتہ داروں کے خلاف ہی گواہی کیوں نہ دینی پڑے۔ یہ حقیقی انصاف ہے جس میں اجتماعی مفاد کی خاطر ذاتی مفادات کو قربان کر دیا جاتا ہے۔ اگر ہم اس اصول کا مجموعی طور پر جائزہ لیں تو ہمیں احساس ہو گا کہ غیر منصفانہ تجاویز کو منوانے کے طریق جو دولت اور اثر ورسوخ کے بل بوتے پر اختیار کئے جاتے ہیں ترک کر دینے چاہیئں۔ اس کی بجائے ہر ملک کے نمائندگان اور سفیروں کو خلوص نیت کے ساتھ اور انصاف اور برابری کے اصولوں کی حمایت کی خواہش کے ساتھ آگے آنا چاہیئے۔ ہمیں ہر قسم کے تعصبات اور امتیاز کو یکسر مٹانا ہو گا کیونکہ قیام امن کا یہی واحد راستہ ہے۔ اگر ہم اقوام متحدہ کی جنرل اسمبلی یا سلامتی کونسل کا جائزہ لیں تو اکثر ہم دیکھتے ہیں کہ وہاں کی جانے والی تقاریر اور جاری کیے جانے والے بیانات کی بہت تعریفیں کی جاتی ہیں اور سراہا جاتا ہے لیکن یہ پذیرائی بے معنی ہے کیونکہ اصل فیصلے تو پہلے ہی ہو چکے ہوتے ہیں۔"

پھر جون ۲۰۱۲ کو کیپیٹل ہل واشنگٹن میں انصاف کی بنیاد پر قائم بین الاقوامی تعلقات کے متعلق اسلامی تعلیم کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا: ” اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں واضح طور پر فرمادیا ہے کہ ہماری قومیتیں اور نسلی پس منظر ہماری شناخت کا ذریعہ تو ہیں لیکن وہ ہمیں کسی قسم کی برتری اور فوقیت کا مستحق نہیں بناتیں۔ چنانچہ قرآن کریم نے واضح طور پر فرمایا ہے کہ تمام لوگ بحثیت انسان برابر ہیں (سورۃ الحجرات ۱۴)۔ آنحضرت صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم نے اپنے آخری خطبہ میں تمام مسلمانوں کو حکم دیا کہ وہ ہمیشہ یادرکھیں کہ کسی عربی کو غیر عربی پر کوئی فوقیت حاصل نہیں ہے۔ نہ ہی کسی غیر عربی کو عربی پر کوئی برتری حاصل ہے۔ آپ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم نے سکھایا کہ کسی گورے کو کالے پر کوئی فضیلت نہیں ہے نہ ہی کسی کالے کو گورے پر کوئی فضیلت ہے۔ چنانچہ اسلام کی یہ واضح تعلیم ہے کہ تمام قوموں اور نسلوں کے لوگ برابر ہیں۔ آپؐ نے یہ بھی واضح فرمایا کہ سب لوگوں کو بلا امتیاز اور بلا تعصب یکساں حقوق ملنے چاہیں۔ یہ وہ بنیادی اور سنہری اصول ہے جو بین الاقوامی امن اور ہم آہنگی کی بنیاد رکھتا ہے“

حضور نے جون ۲۰۱۳ کو انگلستان میں جماعت احمدیہ مسلمہ کی صد سالہ تقریبات کے سلسلہ میں پارلیمنٹ ہاوس لندن میں خطاب کرتے ہوئے فرمایا:

” ہماری جماعت امن، بھائی چارہ اور ہم آہنگی کی علم بردار ہے۔ ہمارا ایمان ” محبت سب کے لئے نفرت کسی سے نہیں “ ہے۔ بعض غیر مسلم جن سے ہمارے قریبی مراسم ہوتے ہیں وہ بہت حیران ہوتے ہیں کہ جماعت احمدیہ مسلمہ امن اور بھائی چارہ پر مشتمل اپنے پیغام کو براہ راست اسلام سے منسوب کرتی ہے۔ ان کی حیرت کا سبب یہ ہے کہ دیگر متعدد نام نہاد مسلمان تنظیمیں اور علماء یکسر مختلف خیالات اور رویہ رکھتے ہیں اور کلیۃً مختلف پیغام دے رہے ہیں۔ اس فرق کو واضح کرنے کے لئے میں اس بات کی وضاحت ضروری سمجھتا ہوں کہ ہم احمدی مسلمانوں کا یہ عقیدہ ہے کہ اس زمانہ میں تلوار کے ذریعہ جہاد کا تصور کلیۃً غلط اور قابل تردید ہے جبکہ دیگر مسلمان علماء نہ صرف اس کی ترویج کرتے ہیں بلکہ اس پر عمل پیرا بھی ہیں۔ ان کے انہی عقائد کی وجہ سے دنیا کے مختلف علاقوں میں مسلمانوں کی کئی ایک شدت پسند تنظیمیں ابھر کر سامنے آئی ہیں۔۔۔۔ قابل غور بنیادی نکتہ یہ ہے کہ تلوار کے استعمال کی اجازت محض اس وقت ہے جب اسلام پر مذہبی جنگ مسلط کی جائے۔ آج کی دنیا میں

کوئی بھی ملک یا مذہب ایسا نہیں جو خالصۃً مذہب کو بنیاد بنا کر اسلام کے خلاف اعلان جنگ کر رہا ہو۔ پس مسلمانوں کے لئے کسی طور پر بھی جائز نہیں کہ وہ مذہب کے نام پر کسی دوسرے پر حملہ کر دیں کیونکہ یہ قرآنی تعلیمات کے سراسر خلاف ہے"۔۔۔۔

ایک گھناؤنا الزام جو بانی اسلام ﷺ اور قرآن کریم پر لگایا جاتا ہے یہ ہے کہ انہوں نے انتہا پسندی کی تعلیم دی اور اسلام کی تبلیغ کے لئے طاقت کے استعمال کو فروغ دیا۔ اس الزام کا جائزہ لینے اور حقیقت جاننے کے لئے دیکھتے ہیں کہ قرآن کریم کیا فرماتا ہے: ترجمہ: اور اگر تیرا رب چاہتا تو جو بھی زمین میں بستے ہیں اکٹھے سب کے سب ایمان لے آتے۔ تو کیا تو لوگوں کو مجبور کر سکتا ہے۔ حتیٰ کہ وہ ایمان لے آئیں؟ (سورۃ یونس ۱۰۰)

یہ آیت واضح کر رہی ہے کہ تمام قدرتوں کا مالک خدا باآسانی تمام انسانوں کو جبراً ایک ہی مذہب پر اکٹھا کر سکتا تھا لیکن اس کی بجائے اس نے انسانوں کو اختیار دیا ہے کہ چاہیں تو ایمان لائیں اور چاہیں تو ایمان نہ لائیں۔ اور جب خدا نے بنی نوع انسان کو آزادی اور اختیار دیا ہے تو پھر کیسے ممکن ہے کہ حضرت محمد ﷺ یا آپ کا کوئی پیروکار کسی کو کسی بھی طرح جبراً مسلمان بنا سکے؟ اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے: ترجمہ: اور کہہ دے کہ حق وہی ہے جو تمہارے رب کی طرف سے ہو۔ پس جو چاہے ایمان لے آئے اور جو چاہے سو انکار کر دے۔ (سورۃ الکھف ۳۰)

یہ اسلام کی حقیقت ہے۔ یہ اسلام کی حقیقی تعلیم ہے۔ اگر کسی کا دل چاہتا ہے تو اسے اسلام کو قبول کرنے کی آزادی ہے لیکن اگر اس کا دل مطمئن نہیں ہے تو اسے انکار کرنے کی بھی آزادی ہے۔ چنانچہ اسلام کلیۃً جبر و اکراہ اور انتہا پسندی کے خلاف ہے بلکہ اسلام معاشرہ کے تمام طبقات میں امن اور ہم آہنگی کو فروغ دیتا ہے۔۔۔

میری خواہش اور دلی دعا ہے کہ خدا تعالیٰ بڑی طاقتوں کو اس سلسلہ میں اپنی ذمہ داریاں اور فرائض انتہائی منصفانہ اور درست طریق پر نبھانے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

سالانہ رپورٹ کارکردگی مجلس انصاراللہ ناروے برائے سال۲۰۱۶ :

شعبہ عمومی: دوران سال نیشنل مجلس عاملہ اور زعماء مجالس کے ۱۴مشترکہ اجلاس ہوئے۔ شعبہ عمومی کی طرف سے جنوری ۲۰۱۶ میں سالانہ لائحہ عمل تیار کرکے ۱۳مجالس کو بھجوایا گیا۔ سال کے آغاز پر تمام ممبران نیشنل عاملہ اور زعماء مجالس کو12ماہ کے رپورٹ فارم دئے گئے۔ لیکن دوران سال3-4مجالس نے باقاعدگی سے رپورٹ دی بقیہ مجالس نے2ماہ یا3ماہ کی اکٹھی رپورٹ دی۔

شعبہ تجنید : کل مجالس ۱۳ ۔کل انصار:۲۵۵ ۔صف ِاوّل:۱۱۰صف ِدوئم:۱۴۵

یکم جنوری ۲۰۱۶ سے ۶ مجالس کے ۱۲ خدام جو ۲۰۱۵ میں انصار ہوئے انہیں یکم جنوری ۲۰۱۶ سے انصاراللہ کی تنظیم میں شامل کیا گیا ان نئے انصار کو خوش آمدید کہنے کے لئے ۳ جنوری ۲۰۱۶ کو تقریب منعقد ہوئی۔ نیز تمام مجالس کی تجنید ۲۰۱۶ مکمل کی گئی اور مجالس کو بھجوائی گئی۔ ایک ناصر مکرم ظہور احمد صاحب نے وفات پائی جو مکرم منصور احمد خالد قائد تعلیم کے والد محترم تھے۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔

امسال ایک نئی مجلس تھونس برگ کا قیام بھی عمل میں آیا۔

شعبہ تعلیم: امسال مضمون نویسی کے لیئے عنوان "کلمہ طیبہ اسلام کا پہلا رکن" مقرر کیا گیا۔ ۱۳انصار نے حصہ لیا۔ نیز دوران سال جماعت احمدیہ ناروے نے جو کتب مطالعہ کے لئے رکھی تھیں وہی کتب مجلس انصاراللہ نے بھی انصار کے مطالعہ کے لیے رکھیں۔ تمام مجالس کو ان کتب سے متعلق بتایا گیا۔ نیز مطالعہ کتب کا شوق بڑھانے کے لیے50 USB انصار کو قیمتاً دی گئیں اور انھیں بہت پسند کیا گیا کہ گاڑی میں کتب حضرت مسیح موعودؑ سن سکتے ہیں۔

شعبہ تربیت: جنوری ۲۰۱۶ میں تمام انصار کو خط تحریر کیا گیا جس میں نئے سال کی مبارکباد دی گئی۔ نیز نمازوں، تلاوت، خطبہ جمعہ کا سننا۔ اور ورزش کی طرف توجہ دلائی گئی۔ نیز رمضان المبارک میں تربیتی امور پر توجہ دلائی گئی۔ اور بچوں کے ساتھ والدین کو محبت سے پیش آنے کی تحریک کی۔ جماعت کی شوریٰ کی تجویز پر عمل کرتے ہوئے تمام انصار کو حضور انور کی خدمت میں خط لکھنے کی تحریک کی گئی۔

شعبہ تبلیغ : ہر ناصر کو انفرادی تبلیغ میں حصّہ لینے کے لئے سال کے دوران ہدف مقرر کرنے کو کہا گیا۔ دورانِ سال ۶ مجالس نے ۶ جلسہ سیرۃ النبیؐ منعقد کیے۔ جس میں ۲۰ غیر از جماعت احباب بھی شریک ہوئے۔ انٹرنیٹ کے ذریعہ ۴ قرآن مجید تحفتہً دیے گئے۔ دورانِ سال ۱۰ مجالس کے ۳۰ انصار نے تبلیغ کی۔ ۴۰۰ کے تعداد میں لٹریچر تقسیم کیا۔ علاوہ ازیں ۱۰۳ کتب بذریعہ ڈاک بھجوائی گئیں۔

شوریٰ کے فیصلے کے مطابق تھرونڈہائم میں ۳۱ اکتوبر ۲۰۱۶ کو ایک تبلیغی سیمینار ہوا جس میں ۱۳ ناروجین احباب شامل ہوئے۔ ای میل اور فیس بک کے ذریعے اس پیغام سے ۱۷۰۰ افراد نے استفادہ کیا۔

شعبہ ایثار: جماعت احمدیہ ناروے کی طرف سے ہر سال یکم جنوری کو مثالی وقارِ عمل منایا جاتا ہے، چنانچہ یکم جنوری ۲۰۱۶ کو پانچ جگہوں پر (2 اوسلو میں اور ایک کرسچن ساند، ایک درامن اور ایک تھونس برگ) مثالی وقارِ عمل ہوا، جس میں ۱۰ مجالس کے ۷۰ انصار نے حصہ لیا۔ دوران سال 52 ہفتوں کے دوران ۱۳ مجالس کے ۱۱۲ انصار نے بیت النصر اوسلو اور کرسچن ساند مسجد کی صفائی کی۔

سیکورٹی بیت النصر: مسجد بیت النصر کی سیکورٹی کے لئے جماعت کی طرف سے مجلس انصار اللہ کو ہفتہ میں 5 ڈیوٹیاں فی ڈیوٹی 8 گھنٹے ملی ہوئی ہیں۔ دوران سال 260 ڈیوٹیاں فی ڈیوٹی 8 گھنٹے 10 مجالس کے 80 انصار نے 2080 گھنٹے یہ ڈیوٹی سرانجام دی۔ علاوہ ازیں روزانہ صبح کے وقت ۷ بجے تا شام ۶ بجے تک کی ڈیوٹی بھی انصار دیتے ہیں جو ۵۳ گھنٹہ فی ہفتہ اور سال کی ۲۷۵۰ گھنٹے ڈیوٹی بنتی ہے۔ چنانچہ مجلس انصار اللہ نے ۵۲ ہفتوں میں ۴۸۳۶ گھنٹے ڈیوٹی دی۔ مسجد کی حفاظت ہم سب کا فرض ہے۔ اس لیے وقت کی قربانی کے جذبہ کے تحت ناروے کے تمام انصار کو ڈیوٹیوں میں حصہ لینا چاہئے۔

شعبہ صحت جسمانی: سال کے آغاز پر تمام انصار کو تحریراً صحت کو برقرار رکھنے کے لئے کم از کم 15 منٹ ورزش کرنے کی طرف توجہ دلائی گئی۔ سالانہ اجتماع ناروے کے موقع پر انصار نے کھیلوں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔ سال کے آغاز پر مسرور ہال میں بیڈمنٹن کا انتظام کیا گیا۔ لجنہ بھی اس سہولت سے ہفتہ میں ۲ بار فائدہ اٹھا رہی ہے۔

امسال بیڈمنٹن کے ۳ مقابلہ جات ہوئے۔ مارچ میں یک روزہ ٹورنامنٹ مسرور ہال میں منعقد کیا گیا جس میں ۱۳۰ انصار نے حصہ لیا۔ دوسرا مقابلہ سالانہ اجتماع پر اور تیسرا مقابلہ نومبر میں "پہلا سکینڈے نیوین بیڈمنٹن ٹورنامنٹ" کے نام سے منعقد ہوا۔ تاہم اس میں سویڈن اور ڈنمارک کی ٹیمیں حاضر نہ ہو سکیں۔ چنانچہ اوسلو کے مجالس کے درمیان کی مقابلہ جات ہوئے۔ کل ۹۴ میچ ہوئے جس میں ۱۲ خدام اور ۲۲ انصار نے حصہ لیا۔ محترم امیر صاحب نے آخر پر انعامات تقسیم کئے اور دعا کروائی۔

شعبہ تعلیم القرآن ووقف عارضی: اس سال بھی قرآن کلاس کا آغاز کیا گیا جو ہر جمعرات کو شام بعد نماز مغرب رکھی گئی تھی۔ لیکن حاضری نہ ہونے کے برابر تھی۔ مکرم بشارت احمد صابر صاحب کلاس لینے کے لیے باقاعدہ مسجد میں تشریف لاتے رہے۔

نومبر ۲۰۱۶ میں ایک ہفتہ کے لئے ڈاکٹر احمد رضوان صادق صاحب (پلمونالوجسٹ) نے طاہر ہارٹ انسٹی ٹیوٹ ربوہ میں وقف عارضی کیا جس میں وہاں ڈاکٹروں کی ٹریننگ کے علاوہ آؤٹ دور مریض بھی دیکھے۔ اس سے قبل ڈاکٹر صاحب نے تقریباً ۷۰ ہزار کرونز مالیت کی وینٹیلیشن کی مشینیں بھی طاہر ہارٹ انسٹی ٹیوٹ کو بھجوائیں۔

شعبہ مال: سال کے آغاز پر تمام مجالس نے اپنے بجٹ مکمل کر لئے۔ تمام انصار کو سال کے آغاز پر مالی قربانی کی اہمیت پر ایک خط تحریر کیا گیا۔ جس میں سال ۲۰۱۶ کا بجٹ بھی ہر ناصر کو تحریراً لکھ کر بھجوایا۔ تاکہ وہ اس کی ادائیگی جلد از جلد کر سکے۔ انصار اکاؤنٹ نمبر ۱۵۰۳۱۴۳۲۶۷۴ میں بھی اپنا چندہ مجلس و اجتماع جمع کروا سکتے ہیں۔

شعبہ تحریک جدید ووقف جدید: امسال بھی جماعت نے ذیلی تنظیموں کو وعدہ جات لینے کی ذمہ داری دی۔ مجلس نے تمام انصار کے وعدہ جات وصول کر کے نیشنل سیکرٹری تحریک جدید ووقف جدید کو دیے۔ جو انصار اس میں شامل نہیں تھے ان کے وعدہ جات بھی لے کر دیئے گئے۔

شعبہ آڈٹ: مقامی آڈیٹر سے سال ۲۰۱۵ کا حساب تاحال آڈٹ نہیں کروایا جاسکا۔

شعبہ اشاعت: دوران سال ایک شمارہ انصاراللہ ناروے، جوبلی نمبر ۲۰۰ کی تعداد میں شائع ہوا۔ جو انصار میں بذریعہ زعماء مجالس اور بذریعہ ڈاک پہنچایا گیا۔

انصار صف دوم: امسال بھی صف دوئم کے انصار سے ذاتی روابط بڑھانے کی کوشش کی گئی ہے۔ انصار کی صحت کو برقرار رکھنے کے لئے ورزش کی طرف توجہ دلائی گئی۔

مشاعرہ: امسال مجلس انصاراللہ نے پہلی مرتبہ ۳۰ اپریل ۲۰۱۶ کو مشاعرہ کا انعقاد کیا۔ یوکے ست مکرم مبارک احمد صدیقی صاحب تشریف لائے اور کلام سنایا۔ ۵ مقامی شعراء نے بھی اپنا کلام سنایا۔ کل ۲۵۰ ممبران جماعت نے شرکت کی جس میں ۱۲۵ خدان انصار اور ۱۲۵ لجنہ تھیں۔ مشاعرہ کو بہت پسند کیا گیا اور اسے یوٹیوب پر "مشاعرہ ۲۰۱۶" کے نام سے ڈال دیا گیا ہے۔

مشاعرہ ۲۰۱۶ کے چند مناظر

سالانہ رپورٹ ۲۰۱۵ کے مطابق شوریٰ ۲۰۱۵ کے فیصلہ جات پر عملدرآمد میں تبلیغ اور تربیت میں کمی رہی ہے۔ بیت النصر کی ڈیوٹی میں بھی گزشتہ سال کی طرح کچھ دقت رہی۔ ہر مجلس کو اپنا اجلاس باقاعدگی سے کرنا چاہیئے۔۔ مجلس کی کارکردگی کو بہتر کرنے کے لئے زعماء مجالس کے نظام کو بہتر کرنا ہوگا۔ مجموعی طور پر انصار کی کارکردگی پہلے سے بہتر ہوئی ہے۔ لیکن وقت کی قربانی کی روح میں انصار میں کچھ کمی ہے۔ اس کی طرف خاص توجہ کی ضرورت ہے۔ اور ہر زعیم کا اپنی مجلس کی ہر ناصر سے ذاتی رابطہ اس کمی کو دُور کرنے میں معاون ثابت ہو سکتا ہے۔ دُعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہم سب کو ایسی فعال خدمت کی توفیق دیتا رہے۔ جو اس کے ہاں قبولیت پائے۔ آمین ثم آمین۔

۔سال ۲۰۱۶ میں مضمون نویسی کے لئے "" کلمہ طیبہ اسلام کا پہلا رکن "" مقرر تھا۔ جس میں مکرم **مظفر احمد خلیل** صاحب مجلس بیت النصر کے مضمون کو اول قرار دیا گیا۔ اللہ تعالیٰ انہیں یہ اعزاز مبارک کرے۔ آمین۔

۔سال ۲۰۱۷ کے لئے مضمون نویسی کے لئے "**اللہ تعالیٰ پر ایمان**" تجویز ہوا ہے۔ مضمون بھجوانے کی آخری تاریخ ۱۵ مئی ۲۰۱۷ ہے۔ انصار کو چاہئے کہ زیادہ سے زیادہ مضمون نویسی کے مقابلہ میں شامل ہوا کریں۔

(صدر مجلس وقائد عمومی انصاراللہ ناروے)

تیسواں سالانہ نیشنل اجتماع ۲۰۱۶ مجلس انصاراللہ ناروے

مجلس انصاراللہ ناروے کا ۳۰واں سالانہ نیشنل اجتماع ۲۴ اور ۲۵ مئی ۲۰۱۶ بروز اتوار اور سوموار بیت النصر اوسلو میں منعقد ہوا۔

National Ijtema
MAJLIS ANSARULLAH

رپورٹ لوکل اجتماعات مجلس انصاراللہ

۱۔ امسال بھی پچھلے سال کی طرح مجلس بیت النصر، مجلس لورن شکوگ، مجلس تھوئین، مجلس ہولملیا اور مجلس لامبر سیتر کا مشترکہ اجتماع مورخہ ۵ مئی ۲۰۱۶ بروز جمعرات مسرور ہال بیت النصر میں منعقد ہوا۔ منتظم اجتماع مکرم ندیم احمد خان صاحب تھے۔ معاونین میں مکرم عرفان خالد صاحب، مکرم افتخار احمد چوہدری صاحب، مکرم اسد ملک صاحب اور مکرم افتخار احمد وڑائچ صاحب شامل تھے۔ اجتماع کی صدارت مکرم شاہد محمود کاہلوں صاحب مربی سلسلہ نے کی۔ اجتماع میں مقابلہ حسن قرأت، نظم، تقریر، تقریر فی البدیہہ، اور کھیلوں میں رسہ کشی، اور فٹ بال میں انصار نے جوش وخروش سے حصہ لیا۔ اجتماع کے اختتام پر محترم امیر صاحب نے انعامات تقسیم کیے اور دعا کروائی۔ آخر میں سب حاضرین میں کھانا پیش کیا گیا۔

۔کل حاضری ۵۷ انصار رہی۔ جس میں مجلس بیت النصر سے ۲۶، مجلس لورن شکوگ سے ۱۰، مجلس تھوئین سے ۵، مجلس ہولملیا سے ٦، مجلس لامبر سیتر سے ۷ اور ۷ مہمان انصار نے شرکت کی۔ اللہ تعالیٰ سب کو جزائے خیر سے نوازے۔ آمین۔

(رپورٹ مکرم ندیم احمد خان صاحب منتظم لوکل اجتماع)

۲۔ مجلس انصار اللہ کرستیان ساند نے ۲۲ مئی ۲۰۱٦ بروز اتوار مقامی اجتماع کا انعقاد کیا۔ صدارت مقامی صدر صاحب کی۔ حاضری ۱۰۰ فی صد تھی، اجتماع میں خدام اور اطفال بھی شامل تھے۔ اجتماع میں نصاب کے مطابق مقابلہ جات کروائے گئے جن میں انصار نے حصہ لیا۔ آخر میں کھانا پیش کیا گیا۔

(رپورٹ زعیم انصار اللہ مکرم رائے مظفر احمد صاحب)

رپورٹ جلسہ ہائے سیرت النّبی ﷺ :

ا۔ مجلس بیت النصر، مجلس تھوئین، مجلس لورن سکوگ، مجلس ہولملیا اور مجلس لامبر سیتر کا مشترکہ جلسہ سیرت النبی ﷺ مورخہ ۲۵ فروری ۲۰۱۶ بروز اتوار مسجد بیت النصر میں منعقد ہوا۔ مربی سلسہ مکرم طاہر محمود خان صاحب نے ” آنحضور ﷺ کا عفوو درگذر“ اور مکرم ہارون احمد صاحب نے ” آنحضور ﷺ امن کے پیامبر“ پر تقاریر کیں۔ مکرم امیر صاحب نے ” عائلی زندگی میں آنحضور ﷺ کا بہترین نمونہ“ کے عنوان سے تقریر کی۔

کل حاضری ۷۰ انصار رہی۔ ان کے علاوہ مہمانوں کی تعداد ۲۰ تھی۔ آخر پر کھانا پیش کیا گیا۔

(رپورٹ مکرم ندیم احمد خان صاحب زعیم مجلس بیت النصر)

۲۔ مجلس انصار اللہ کرستیان ساند نے ۱۶ اکتوبر ۲۰۱۶ کو جلسہ سیرت النبی ﷺ منعقد کیا۔ فیس بک اور وٹس ایپ کے ذریعہ غیر از جماعت احباب کو شمولیت کی دعوت دی گئی۔ کل حاضری ۲۴ تھی جس میں مہمانوں کی تعداد ۱۴ رہی، ان میں پاکستان، بھارت، افغانستان سے اور عربی زبان بولنے والے شامل تھے۔ اجلاس میں حضرت مسیح موعودؑ کا آنحضور ﷺ کی مدح میں قصیدہ پیش کیا گیا۔ مکرم مربی سلسلہ یاسر فوزی صاحب نے نارو یجین زبان میں رسول کرم ﷺ کی زندگی کے واقعات بتائے۔ اردو اور عربی زبان میں بھی سیرت ﷺ بیان کی گئی۔ اجلاس کے آخر پر کھانا پیش کیا گیا۔

(رپورٹ مکرم رائے مظفر احمد صاحب، زعیم مجلس کرستیان ساند)

ہیلتھ سیمینار انصار اللہ ۲۰۱۶ :

امسال مجلس انصار اللہ ناروے نے پچھلے سال کی طرح بیت النصر میں ہیلتھ سیمینار منعقد کیا جسمیں خدام اور اطفال کو بھی مدعو کیا گیا۔ سیمینار میں محترم ڈاکٹر صفدر صاحب اور محترم ڈاکٹر عدیل احمد صاحب نے پاور پوائنٹ کے ذریعہ صحت کے مختلف پہلوؤں پر روشنی ڈالی۔ آخر پر سوالات کے جوابات دیئے گئے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم　　نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم　　وعلی عبدہ المسیح الموعود

سیدنا امامنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

سیدی!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مجوزہ فہرست نیشنل مجلس عاملہ مجلس انصار اللہ ناروے برائے سال 2017 بغرض منظوری پیش خدمت ہے۔

1	نائب صدر اوّل	مکرم نصیر احمد عاصر صاحب
2	نائب صدر دوئم	مکرم ڈاکٹر عبد النور ظاہر صاحب
3	قائد عمومی	مکرم رانا نعیم احمد خان صاحب
4	قائد تعلیم	مکرم عبدالرحمن محمود قریشی صاحب
5	قائد تربیت	مکرم مظفر احمد خلیل صاحب
6	قائد تربیت نومبائعین	مکرم جاوید اقبال صاحب
7	قائد ایثار	مکرم غلام سرور صاحب
8	قائد تبلیغ	مکرم وحید الدین چوہدری صاحب
9	قائد ذہانت وصحت جسمانی	مکرم سید انور شاہ صاحب
10	قائد مال	مکرم آفتاب فرید صاحب
11	قائد وقف جدید	مکرم قاسم احمد انور صاحب
12	قائد تحریک جدید	مکرم محمد یعقوب خان صاحب
13	قائد تجنید	مکرم عقیل احمد صاحب
14	قائد اشاعت	مکرم ڈاکٹر احمد رضوان صادق صاحب
15	قائد تعلیم القرآن ووقف عارضی	مکرم منصور خالد صاحب
16	آڈیٹر	مکرم عبدالمجید کھوکھر صاحب
1	اراکین خصوصی	مکرم سید کمال یوسف صاحب
2	اراکین خصوصی	مکرم بشارت احمد صابر صاحب

اوسلو
۱۸ دسمبر 2016

والسلام
خلافت کا ادنیٰ ترین غلام

SADR
Majlis Ansarullah Norway صدر مجلس انصار اللہ ناروے

AMIR/NASJONAL LEDER
AHMADIYYA MUSLIM JAMAAT
NORWAY/NORGE

انصار اللہ ناروے آپ کا اپنا رسالہ ہے اس کے لئے مفید مشورے اور مضامین کی ضرورت ہے۔ اراکین مجلس انصار اللہ سے درخواست ہے کہ رسالہ کے لئے علمی، معلوماتی، تاریخی اور دلچسپ مضامین بھجوائیں۔ کوشش کریں کہ مضامین کمپیوٹر پر word میں لکھ کر اس ایڈریس پر بھجوائیں۔ ahmedrizwansadiq@gmail.com جزاکم اللہ

جاگ اے شرمسار! آدھی رات
اپنی بگڑی سنوار آدھی رات

یہ گھڑی پھر نہ ہاتھ آئے گی
باخبر، ہوشیار! آدھی رات

وہ جو بستا ہے ذرّے ذرّے میں
کبھی اس کو پکار آدھی رات

اس کے دربار عام میں جا بیٹھ
سب لبادے اتار آدھی رات

دو گھڑی عرض مدّعا کرلے
وقت ہے سازگار آدھی رات

باب رحمت کو کھٹکھٹانے دے
میرے پروردگار! آدھی رات

شدّت غم میں کچھ کمی کردے
اب تو اے غمگسار! آدھی رات

کھلتے کھلتے کھلے گا باب قبول
عرض کر بار بار آدھی رات

اپنے داتا کے در پہ آیا ہے
ایک امیدوار آدھی رات

ہوش و صبر و قرار کا دامن
ہوگیا تار تار آدھی رات

میری فریاد کا جواب تو دے
بول اے کردگار! آدھی رات

بے کسوں کو تری کریمی کا
آگیا اعتبار آدھی رات

اشک در اشک جھلملانے لگا
میرا قرب و جوار آدھی رات

کس لئے بے قرار ہے مضطر
کس کا ہے انتظار آدھی رات

(چوہدری محمد علی مضطر عارفی)

مختصر رپورٹ کاروائی ۲۷ ویں مجلس شوریٰ مجلس انصار اللہ ناروے :

مجلس انصار اللہ ناروے کی ۲۷ ویں مجلس شوریٰ کا پہلا اجلاس ۴ دسمبر ۲۰۱۶ کو مسجد بیت النصر میں ۱۱ بجے مبلغ سلسلہ و نائب امیر ناروے محترم شاہد محمود کاہلوں صاحب کی زیر صدارت شروع ہوا۔ تلاوت کے بعد صدر مجلس انصار اللہ ناروے مکرم رائے عبد القدیر صاحب نے کھڑے ہو کر انصار اللہ کا عہد دھرایا۔ اور حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کا پیغام پڑھ کر سنایا جو کہ شوریٰ کے ایجنڈہ کی منظوری کے حوالے سے تھا۔ افتتاحی خطاب میں مکرم کاہلوں صاحب نے دنیا کی بے ثباتی کی ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ دنیا کی زندگی عارضی سامان ہے اور جو اللہ کے پاس ہے وہ بہترین ہے۔ انسان کو نیک کام اور اچھی یادیں چھوڑ کر اس دنیا سے جانا چاہیئے۔ انہوں نے آج صبح سابق صدر لجنہ ناروے مکرمہ نسیم منیر صاحبہ کی وفات کا ذکر کرتے ہوئے ان کا ذکر خیر بھی کیا۔ اس کے بعد شوریٰ کے ممبران کو تقویٰ کے ساتھ مشورہ دینے کی ہدایت کی۔ آخر پر دعا کروائی اور تشریف لے گئے۔ اجلاس محترم صدر صاحب انصار اللہ کی صدارت میں جاری رہا۔

اس کے بعد قائم مقام سیکرٹری شوریٰ مکرم ڈاکٹر احمد رضوان صادق صاحب نے حاضری لی۔ ۵۲ ممبرن میں سے ۴۶ ممبران حاضر تھے۔ ۶ ممبران رخصت پر تھے۔ اس کے بعد حسب ارشاد محترم صدر صاحب قائم مقام سیکرٹری شوریٰ نے شوریٰ کے متعلق عمومی ہدایات، رپورٹ سالانہ کارگذاری ۲۰۱۶، رپورٹ عمل درآمد سفارشات شوریٰ ۲۰۱۵، ردشدہ تجاویز ۲۰۱۶، اور تجاویز برائے شوریٰ ۲۰۱۶ پڑھ کر سنائیں۔

صدر صاحب انصار اللہ ناروے نے اپنی معاونت کے لئے مکرم ڈاکٹر عمران صاحب کو سٹیج پر بلایا اور سب کمیٹیوں کی تشکیل دی۔

تجویز نمبر ا تربیت کے لیئے جو سب کمیٹی تشکیل دی گئی وہ مندرجہ ذیل ۱۲ ممبران پر مشتمل تھی۔

ا۔ مکرم جمیل احمد قمر صاحب (صدر کمیٹی) ۲۔ مکرم مظفر خلیل صاحب (سیکرٹری) ۳۔ مکرم ریاض عباس جعفری صاحب ۴۔ مکرم بشارت احمد صابر صاحب ۵۔ مکرم نعیم احمد بشارت صاحب ۶۔ مکرم ڈاکٹر عمران صاحب ۷۔ مکرم سیّد مبارک احمد شاہ صاحب ۸۔ مکرم رانا مبشر محمود صاحب ۹۔ مکرم خواجہ محمود اسلام صاحب ۱۰۔ مکرم لطیف احمد چوہدری صاحب ۱۱۔ مکرم شاہد عمر ناصر صاحب ۱۲۔ مکرم عبد المنعم ناصر صاحب

تجویز نمبر ۲ تبلیغ کے لیئے جو سب کمیٹی تشکیل دی گئی وہ مندرجہ ذیل ۱۱۳ افراد پر مشتمل تھی۔

۱۔ مکرم حامد حیات قیصرانی صاحب (صدر کمیٹی) ۲۔ مکرم وحید الدین چوہدری صاحب (سیکرٹری) ۳۔ مکرم منصور ڈار صاحب ۴۔ مکرم سہیل مسعود صاحب ۵۔ مکرم ندیم احمد خان صاحب ۶۔ مکرم سیّد انور شاہ صاحب ۷۔ مکرم سیف اللہ چیمہ صاحب ۸۔ مکرم خالد محمود ملک صاحب ۹۔ مکرم نعیم احمد صاحب ۱۰۔ مکرم رائے مظفر صاحب ۱۱۔ مکرم منصور خالد صاحب ۱۲۔ مکرم عرفان خالد صاحب ۱۳۔ مکرم عبد الہادی صاحب

تجویز نمبر ۳ مال کے لیئے جو سب کمیٹی تشکیل دی گئی وہ مندرجہ ذیل ۱۳ افراد پر مشتمل تھی۔

۱۔ مکرم خواجہ شفقت اللہ صاحب (صدر کمیٹی) ۲۔ مکرم آفتاب فرید صاحب (سیکرٹری) ۳۔ مکرم ارشد ججہ صاحب ۴۔ مکرم چوہدری رشید احمد صاحب ۵۔ مکرم محمود احمد چغتائی صاحب ۶۔ مکرم عبد الرحمٰن قریشی صاحب ۷۔ مکرم عبد المجید کھوکھر صاحب ۸۔ مکرم افتخار احمد وڑائچ صاحب ۹۔ مکرم عقیل احمد صاحب ۱۰۔ مکرم داؤد احمد زاہد صاحب ۱۱۔ مکرم رانا بشارت صاحب ۱۲۔ مکرم محمد یعقوب خان صاحب ۱۳۔ مکرم ناصر احمد محمود صاحب۔

سب کمیٹیوں کے صدران و ممبران کو بتایا گیا کہ انہوں اپنے اجلاسات کہاں کرنے ہیں۔ اجلاس اول ایک بجے اختتام پذیر ہوا۔ اس کے بعد نماز ظہر و عصر ادا کی گئیں۔ اس کے بعد سب کمیٹیوں نے اپنے اپنے اجلاسات سوا تین بجے تک کیئے۔ جس کے بعد نماز مغرب و عشاء ادا کی گئیں۔ نمازوں کے بعد کھانا پیش کیا گیا۔

اجلاس دوئم : کھانے کے بعد دوسرا اور آخری اجلاس ساڑھے چار بجے مکرم و محترم رائے عبد القدیر صاحب، صدر مجلس انصار اللہ کی زیر صدارت شروع ہوا۔ تلاوت اور اسکا اردو ترجمہ مکرم رانا مبشر احمد صاحب نے اور نارو یجین ترجمہ مکرم عبد الرحمٰن محمود قریشی صاحب نے پڑھا۔

صدر صاحب نے مکرم سیّد انور شاہ صاحب کو معاونت کے لئے سٹیج پر بلایا۔ سب کمیٹیوں نے اپنی رپوٹس پیش کیں جن پر مرحلہ وار غور کیا گیا اور اراکین مجلس شوریٰ نے بحث میں حصہ لیا۔ اراکین شوریٰ کی تائید سے سب کمیٹیوں کی سفارشات کو معمولی تبدیلیوں کے ساتھ منظور کر لیا گیا۔ آخر پر تمام ممبران شوریٰ نے کھڑے ہو کر سب کمیٹی کو تجویز کردہ بجٹ آمد و خرچ برائے سال ۲۰۱۷ من و عن منظور کیا۔

آخر میں مکرم و محترم امیر صاحب ناروے چوہدری ظہور احمد صاحب نے مجلس شوریٰ سے مختصر خطاب کیا۔ اپنے خطاب میں مکرم امیر صاحب نے اس بات کو دھرایا کہ ممبران شوریٰ سارا سال شوریٰ کے ممبر ہوتے ہیں اور انہیں اس بات کی نگرانی کرنی

چاہیئے کہ کس حد تک تجاویز پر کام ہو رہا ہے۔ اگر نہیں ہو رہا تو صدر مجلس کو اس کی یاد دہانی کروائیں، پھر بھی کام نہ ہو تو امیر کی وساطت سے حضور کو اس کی اطلاع دیں۔ مقصد بہتری کرنا ہے نہ کہ شکایت لگانا۔ مکرم امیر صاحب نے اس بات کی بھی وضاحت کی کہ کثرت رائے کا مطلب منظوری نہیں۔ آخری منظوری حضور ایدہ اللہ تعالیٰ سے آنے کے بعد تمام ممبران شوریٰ کو اس کی کاپی ملنی چاہیئے۔ آخر میں مکرم امیر صاحب نے دعا کروائی اور یوں مجلس انصار اللہ ناروے کی ۲۷ویں مجلس شوریٰ اپنے اختتام کو پہنچی۔ الحمد اللہ۔

(صدر مجلس انصار اللہ ناروے و قائم مقام سکریٹری شوریٰ)

سفارشات مجلس شوریٰ ۲۰۱۶

تجویز نمبر 1 تربیت: والدین اور بچوں کے تعلقات میں ہم آہنگی پیدا کرنے کے لئے شوریٰ تربیتی لائحہ عمل بنائے۔ (نیشنل مجلس عاملہ)

سفارشات:

۱۔ انصار کو بار بار توجہ دلائی جائے کہ اپنی اولاد کے ساتھ عزت و تکریم سے پیش آئیں اور اپنا مثبت عملی نمونہ پیش کریں۔

۲۔ بچوں سے بہتر تعلقات کے لئے درج ذیل مواقع استعمال کئے جائیں۔ نماز باجماعت کا اہتمام، حضور انور کا خطبہ اکٹھے بیٹھ کر سنیں، کھانا اکٹھے بیٹھ کر کھایا جائے۔

۳۔شادی شدہ بچوں کے ساتھ والدین کا مضبوط باہمی رابطہ ہونا چاہیئے۔ایک دوسرے کے گھروں میں آنا جانا چاہیئے اور تحائف پیش کئے جائیں۔

۴۔دوران سال ایک ورکشاپ مجالس کی سطح پر اور مرکزی سطح پر منعقد کی جائے جس میں والدین اور بچوں سے باہم تعلقات پر بات کی جائے نیز والدین اور بچے اپنے تجربات پیش کریں۔

۵۔ممبران مجلس عاملہ انصاراللہ مرکزیہ سال میں کم از کم ایک بار ہر ناصر کے گھر کا دورہ کرے۔

۶۔والدین کی راہنمائی کے لئے ایک مختصر کتابچہ اردو اور نارویجین میں تیار کیا جائے جس میں والدین اور بچوں سے بہتر تعلقات پیدا کرنے کے لئے مشورے درج ہوں۔

۷۔دوران سال / سال کے شروع میں خدام کے ساتھ مل کر مجلس انصاراللہ مرکزیہ و مقامی مجالس ایسے سیمینار / پروگرام بنائے جسمیں دوستانہ ماحول میں والدین اور بچوں کے تعلقات میں ہم آہنگی پیدا کرنے کے حوالہ سے آزادانہ گفتگو ہوسکے تاکہ مسائل کی وجہ کو سمجھتے ہوئے ان کا حل ڈھونڈا جاسکے۔

تجویز نمبر 2 تبلیغ: ناروے کے دور دراز علاقوں میں پیغام حق پہنچانے کے لئے شوریٰ لائحہ عمل بنائے۔

(نیشنل مجلس عاملہ)

سفارشات:

۱۔دور حاضر کے تقاضوں کے مد نظر ناروے کے دور دراز علاقوں میں پیغام حق پہنچانے کے لئے آج کل کے رائج پیغام رسانی کے ذرائع سے استفادہ کیا جائے۔مثلاً انٹرنیٹ جس میں سوشل میڈیا کا ایک کلیدی کردار ہے۔

۲۔ مجلس انصاراللہ کے زیر اہتمام دور دراز علاقوں میں پیغام حق پہنچانے کے لئے سال میں کم از کم ایک تبلیغی سیمینار یا سٹال یا دورہ کا اہتمام کیا جائے۔علاقہ کے تعین کے وقت مقامی ثقافتی دن کو بھی ملحوظ خاطر رکھنے کی کوشش کی جائے تا زیادہ سے زیادہ لوگ استفادہ کر سکیں۔

تجویز نمبر 3 بجٹ:

سب کمیٹی نیشنل مجلس عاملہ کے بجٹ آمد خرچ مبلغ ۳۸۴۰۰۰ کرونر کو من و عن منظور کرنے کی سفارش کی۔

لائحہ عمل جنوری تا دسمبر ۲۰۱۷

شعبہ عمومی: قائدین اور زعماء کو رپورٹ کی عادت ڈالنا۔ سالانہ اجتماع کا انعقاد۔ سالانہ اجتماع کی تیاری۔ مجلس شوریٰ کی سفارشات پر عملدر آمد۔ مجالس میں عاملہ اور اجلاس عام کا انعقاد۔ جماعت کے ریفریشر کورس اور جماعتی پروگراموں میں شمولیت۔

شعبہ تجنید: تجنید مکمل رکھی جائے گی۔ تبدیلی کی اطلاع زعماء دیں گے۔

شعبہ تعلیم: کتب حضرت مسیح موعودؑ کے مطالعہ کی طرف ہر ناصر کو توجہ دلائی جائے گی۔ سالانہ اجتماع کی تیاری۔

شعبہ تربیت: نمازوں اور تلاوت قرآن مجید اور ترجمہ کی طرف ہر ناصر کو توجہ دلائی جائے گی۔ تربیتی جائزہ فارم ہر ناصر سے پُر کروایا جائے گا۔ اور ہر مجلس تربیتی جائزہ فارم مکمل کروائے گی۔

شعبہ تبلیغ: جماعت کی طرف سے Open Dag میں زیادہ سے زیادہ احباب کی شمولیت۔ لٹریچر کی تقسیم، جلسہ سیرۃ النبی ﷺ کا انعقاد۔ جماعت کی طرف سے نیشنل یوم تبلیغ میں شمولیت۔ ہر ماہ تبلیغی سٹال اور بیرون اوسلو تبلیغی سیمینار کا انعقاد، انفرادی تبلیغ کیسے کرنی ہے؟ دلائل سیکھیں اور ہدف مقرر کریں اور دورانِ سال اس پر توجہ دیں۔ نیز اپنے ہمسائیوں کو بھی تبلیغ کریں۔

شعبہ اشاعت: سال میں دو مرتبہ رسالہ شائع کرنے کی کوشش کی جائے گی۔ زعماء مجالس میں رسالہ کے لئے مضامین لکھنے کی تحریک کریں گے۔

تربیت نومبائع: نومبائع سے رابطہ کرکے ان کی تربیت اور مالی نظام میں شامل کرنے کی کوشش کی جائے۔

صحت جسمانی: مجالس اجلاسات میں صحت کے متعلق معلومات دیں گے۔ بین المجالس مقابلہ جات اور بلڈ پریشر و شوگر چیک کی جائے گی،

شعبہ ایثار: ہر جمعرات کو مجالس مسجد کی صفائی کریں گی۔ ہر مجلس سال میں 2 مرتبہ sykehjem کو دورہ کرنے کی کوشش کرے۔ وقار عمل کے ذریعے بیت النصر میں کیاریوں میں پھول لگائے جائیں گے۔

تعلیم القرآن و وقف عارضی: اجلاس عام میں زعماء انصار کو وقف عارضی کی طرف توجہ دلائیں گے۔ skype اور دوسرے ذرائع سے قرآن مجید ناظرہ با ترجمہ اور نماز مترجم سکھانے کا انتظام کریں گے۔

شعبہ مال: تمام مجالس نومبر تک اپنے بجٹ کا سو فیصد وصول کرنے کی کوشش کریں گی اور ہر زعماء انصار سے بجٹ کے مطابق آمدنی کا جائزہ لیں گے۔ بقایا وصول کرنے کی کوشش کی جائے گی۔ سال میں 3 مرتبہ ہفتہ وصولی منایا جائے۔ اور زعماء مجالس ہر ناصر کو 3 ماہ بعد اس کا وصولی کا جائزہ بتائیں گے۔

تحریک جدید: تحریک جدید کے تمام دفاتر کے انصار کے وعدہ جات مکمل کرنے کے بعد وصولی کی کوشش کی جائے اور جو شامل نہیں انہیں شامل کیا جائے۔

وقفِ جدید: وقف جدید کے تمام دفاتر کے انصار کے وعدہ جات مکمل کرنے کی کوشش کی جائے اور جو شامل نہیں انہیں شامل کیا جائے۔

نائب صدر اوّل: بیت النصر کی ڈیوٹیوں کی فہرست زعماء کو مہیا کریں گے۔

نائب صدر دوئم: صف دوئم کے انصار سے رابطہ اور حضور انور کے ارشاد کے مطابق پروگرام بنا کر زعماء کو آگاہ کیا جائے گا۔

(نیشنل مجلس عاملہ انصار اللہ ناروے)

سیب، ایک اور نعمت خداوندی۔۔۔۔

(حکیم محمد عبداللہ کی کتاب "پھلوں اور سبزیوں کے خواص" سے ماخوذ)

سیب ایک مشہور پھل ہے۔ اسکا درخت ۲۵۔۳۰ فٹ ہوتا ہے۔ اس کے درخت پر سفید پھول کھلتے ہیں۔ اس کا تعلق گلاب کے خاندان سے ہے۔ سیب کو تمام پھلوں کا بادشاہ اور انگور کو شہزادہ کہا جاتا ہے۔

سیب ایک نہایت صحت افزا غذا اور طاقت بخش دوا ہے۔ مقوی دماغ ہے۔ سیب کا ذکر قدیم مذہبی کتابوں میں ملتا ہے۔ پتھر کے زمانے کی جو تصاویر دریافت ہوئی ہیں ان پر سیب کی تصویریں کندہ ہیں۔ دنیا میں یہ سب سے پہلے بحیرہ مردار اور بحیرہ کیسپئین کے درمیان کاکسس نامی مقام پر پیدا ہوتا تھا۔ اہل روم برطانیہ میں اس کا بیج لے گئے۔ ۱۲۶۹ میں اس کا ایک پودا برطانیہ سے امریکہ لے جایا گیا۔ اب تک سیب کی پندرہ سو قسمیں مشاہدہ میں آچکی ہیں۔ سیب میں موجود میلینک ایسڈ مختلف سیبوں میں مختلف نسبت سے پایا جاتا ہے۔ اس میں فولاد خون کے سرخ سیلز میں اضافہ کرتا ہے۔ سیب کے چھلکے میں وٹامن سی اور ای پایا جاتا ہے۔ اس لئے سیب کو چھلکوں سمیت مگر دھو کر استعمال کرنا چاہئے۔

سیب میں فاسفورس دیگر تمام پھلوں اور سبزیوں سے زیادہ مقدار میں پایا جاتا ہے۔

۔ایک سے دو سیب صبح کھا کر اوپر سے دودھ پی لیا جائے تو یہ اچھا ناشتہ ہے۔ کمزور اور دبلے بدن کے لئے نہایت ہی لاجواب چیز ہے۔ قبض کشا بھی ہے۔

۔سیب کے چھلکے سے نہایت لذیذ اور خوشبودار چائے تیار ہوتی ہے۔ اس میں اگر لیموں اور شہد ڈال لیا جائے تو صحت بخش اجزا تین گنا ہو جاتے ہیں۔

۔ایک سیب چھیل کر اسکی قاشیں کر کے نمک لگا کر نہار منہ نوش کیا جائے تو چند دن کے استعمال سے سر درد دور ہو سکتا ہے۔ (ہائی بلڈ پریشر والے مریض نمک سے احتیاط کریں)۔

۔کھانسی کے لئے مفید ہے۔ایک پختہ سیب لے کر کوٹیں۔صاف رومال سے پانی نچوڑ لیں۔قدرے مصری ملا کر بوقت صبح پیئیں۔چند یوم میں کھانسی ٹھیک ہو جائے گی۔ غذا سے نفرت کو بھی دور کرتا ہے۔

۔بھوک پیدا کرنے میں بھی مفید ہے۔ قبض کشا ہے مگر اس کے لئے ۴،۳ سیب روزانہ کھانے چاہیئں۔

ایک سیب لے کر اسے دودھ میں اس حد تک پکایا جائے کہ بالکل نرم ہو جائے۔اسے دبا کر کپڑے میں سے چھان لیں اور میٹھا ملا کر پلا دیں۔یہ بہترین مسہل (دست آور) ہے۔

۔صرف کچے سیب کا گودا پیچش کا بہترین علاج ہے۔

۔جو لوگ سیب کا اکثر استعمال کرتے ہیں وہ بالعموم پتھری کی اذیت سے محفوظ رہتے ہیں۔

۔ہر قسم کا زہر جو جسم میں سرایت کر گیا ہو کے لئے آب برگ سیب اڑھائی تولہ بار بار پلانے سے انشا اللہ شفا ہو گی۔ بچھو کے کاٹنے پر متاثرہ جگہ پر سیب کا گودہ لگانے سے درد اور زہر کا اثر جاتا رہتا ہے۔کچھ سیب کھلا بھی دیں۔

۔ایک عدد سیب چھیل کر اس میں جس قدر بھی لونگ آسکیں چبھو دیں اور ایک ہفتہ تک کسی محفوظ جگہ ہوا (سایہ) میں رکھا رہنے دیں۔ہفتہ کے بعد لونگ مذکورہ نکال کر شیشی میں رکھ چھوڑیں۔روزانہ صبح کے وقت چار سے چھ لونگ تک نوش فرمایا کریں۔یہ نسخہ قوت باہ کے کئے لاجواب ثابت ہوا ہے۔ ان لونگ کو بالوریت میں بھون کر سیب کے ساتھ کھرل کر کے حسب ضرورت شہد ملا کر چنے کے برابر گولیاں بھی بنائی جاسکتی ہیں۔بوقت ضرورت دو گولیاں ہمراہ دودھ گائے بے حد ممسک ہے۔

۔ہر روز صبح کے وقت تین ماشے بہی دانہ پوٹلی باندھ کر تین چھٹانک پختہ سیب کے رس میں جوش دیں اور ٹھنڈا کر کے پلائیں۔ انشا اللہ سات دن کے استعمال سے بے خوابی کا مرض قطعاً دور ہو جائے گا۔ مقوی دماغ بھی ہے۔

۔نشہ کو چھوڑنے کے لئے نہایت مفید ہے۔روزانہ بلاناغہ سیب کا استعمال رکھیں، نشہ کم کرتے جائیں اور کچھ عرصہ بعد بالکل ترک کر دیں۔

۔وقت سے پہلے بڑھاپا روکنے کے لیئے میٹھا سبز سیب باقائدگی سے کھائیں۔

۔کچے سیب کا پانی نچوڑ کر قدرے نمک ملا کر پلائیں،اسی وقت قے بند ہو جائے گی۔انشا اللہ۔

سیب کے سرکہ کے فوائد:

۔اگر ہچکی رک نہ رہی ہو تو ایک چمچ سیب کا سرکہ پی لیں۔ انشااللہ ہچکی رک جائے گی۔

۔ایک کپ نیم گرم پانی میں ایک چمچ سیب کا سرکہ ملا کر غرارے کرنے سے نزلہ، زکام اور گلے کی تکالیف میں فائدہ ہوتا ہے۔ اسی طرح یہ منہ کہ بدبو کو دور کرنے کے لئے بھی مفید ہے۔

۔کولیسٹرول اور پیٹ کی چربی کو کم کرنے کے لئے صبح کے وقت نہار منہ ایک گلاس نیم گرم پانی میں ۲ سے ۳ چمچ سیب کا سرکہ ملا کر روزانہ پیئیں۔ اگر معدہ میں جلن کی شکایت ہو تو سرکہ کی مقدار کم کر دیں۔

۔کیل مہاسوں کے لئے سیب کا سرکہ اور پانی ملا کر روئی کے ساتھ جلد پر لگائیں۔

۔بالوں کی خشکی دور کرنے اور چمکدار بنانے کے لئے ایک چوتھائی کپ پانی میں ایک چوتھائی کپ سیب کا سرکہ ملا کر سپرے کرنے والی بوتل میں ڈالیں اور بالوں پر سپرے کر کے اوپر تولیا باندھ لیں۔ ۱۵ منٹ سے ایک گھنٹہ کے اندر بال دھو لیں۔ ایسا ہفتہ میں کم از کم دو بار کرنے سے اچھے نتائج حاصل ہو سکتے ہیں۔

۔ چند قطرے سیب کے سرکہ سے چہرہ پر مساج کرنے سے چہرہ نرم اور ملائم ہو جاتا ہے۔

۔نہاتے ہوئے ایک کپ سیب کا سرکہ باتھ ٹب میں شامل کریں۔ دن بھر کی تھکاوٹ دور ہو جائے گی۔

۔سیب کا سرکہ اوکلوسک اور ان پا سچرازئڈلیں۔ دیسی دکانوں سے مل جاتا ہے۔ یا پھر گھر میں بھی بنایا جاسکتا ہے۔ یوٹیوب سے یہ سرکہ گھر میں بنانے کا طریقہ سیکھا جاسکتا ہے۔

مختصر یہ کہ اس غذا سے وہ تمام فوائد حاصل کئے جاسکتے ہیں جنکا ذکر بڑی بڑی دواؤں کے اشتہاروں میں تو پایا جاتا ہے مگر دراصل وہ کسی دوا سے حاصل نہیں ہوتے۔ کسی نے سچ کہا ہے کہ روزانہ ایک سیب کھانے سے معالج کی ضرورت نہیں رہتی۔

نوٹ: بعض لوگوں کو پولن الرجی کی وجہ سے سیب سے بھی الرجی ہو سکتی ہے۔ ایسے اشخاص پہلے پولن الرجی کا علاج یعنی ویکسینیشن کروائیں تو سیب کی الرج بھی ٹھیک ہو سکتی ہے۔

انتخاب

اس کالم میں مختلف کتب اور اخبارورسائل میں چھپنے والے مفید مضامین مختصراً قارئین کی خدمت میں پیش کئے جاتے ہیں۔

زلزلۃ الساعۃ یعنی ایٹمی جنگ کے بارہ میں حضرت مسیح موعود کی پیشگوئیاں

(یہ سید میر مسعود احمد کے اس مضمون سے اخذ کیا گیا ہے جو الفضل انٹرنیشنل کے جنوری ۱۹۹۹ کو چھپا)

”۔۔۔۔۔نبیوں کا عظیم الشان کمال یہ ہے کہ وہ خدا سے خبریں پاتے ہیں۔ چنانچہ قرآن شریف میں آیا ہے **لایظھر علی غیبہ** احدا الا من ارتضی من رسول (الجن:۲۸،۲۷) یعنی خدا تعالیٰ کے غیب کی باتیں کسی دوسرے پر ظاہر نہیں ہوتیں ہاں اپنے نبیوں میں سے جس کو وہ پسند کرے۔ جو لوگ نبوت کے کمالات سے حصہ لیتے ہیں اللہ تعالیٰ ان کو قبل از وقت آنے والے واقعات کی اطلاع دیتا ہے۔ اور یہ بہت بڑا عظیم الشان نشان خدا کے مامور اور مُرسَلوں کا ہوتا ہے۔ اس سے بڑھ کر اور کوئی معجزہ نہیں“ (ملفوظات ص ۴۱۲)

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ۸/اپریل ۱۹۰۵ء کے اشتہار ’الانذار‘ میں تحریر فرماتے ہیں: ”آج رات تین بجے کے قریب خدا تعالیٰ کی پاک وحی مجھ پر نازل ہوئی جو ذیل میں لکھی جاتی ہے: تازہ نشان۔ تازہ نشان کا دھکہ۔ زلزلۃ الساعۃ۔ قوا انفسکم۔ ان اللہ مع الابرار۔ دنیٰ منک الفضلُ۔ جاء الحق و زھق الباطل۔ ترجمہ مع شرح۔ یعنی خدا ایک تازہ نشان دکھائے گا۔ مخلوق کو اس نشان کا ایک دھکہ لگے گا۔ وہ قیامت کا زلزلہ ہو گا۔ (مجھے علم نہیں ۔۔۔۔۔ دیا گیا کہ زلزلہ سے مراد زلزلہ ہے یا کوئی اور شدید آفت ہے جو دنیا پر آئے گی جس کو قیامت کہہ سکیں گے اور مجھے علم نہیں دیا گیا کہ ایسا حادثہ کب آئے گا۔۔۔۔۔ بہر حال وہ حادثہ زلزلہ ہو یا کچھ اور ہو۔ قریب ہو یا بعید ہو پہلے سے بہت خطرناک ہے۔ سخت خطرناک ہے۔۔۔۔۔ جو آنے والا حادثہ ہے وہ بہت بڑھ کر ہے۔

خدا تعالیٰ لوگوں پر رحم کرے۔ ان کو تقویٰ اور نیک اعمال کا خیال آجاوے۔۔۔ خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ نیکی کر کے اپنے تئیں بچالو۔ قبل اس کے کہ وہ دن آوے جو ایک دم میں تباہ کر دے گا۔ اور فرماتا ہے کہ خدا ان کے ساتھ ہے جو نیکی کرتے ہیں اور بدی سے بچتے ہیں اور پھر اس نے مجھے مخاطب کر کے فرمایا کہ میرا فضل تیرے نزدیک آگیا۔ یعنی وہ وقت آگیا کہ تُو کامل طور پر شناخت کیا جاوے۔ حق آگیا اور باطل بھاگ گیا۔

حاصل مطلب یہ ہے کہ جو کچھ نشان ظاہر ہوا اور ہوگا اس سے یہ غرض ہے کہ لوگ بدی سے باز آویں اور اس خدا کے فرستادہ کو جو ان کے درمیان ہے شناخت کرلیں۔

پس اے عزیزو! جلد ہر ایک بدی سے پرہیز کرو کہ پکڑے جانے کا دن نزدیک ہے۔ ہر ایک جو شرک کو نہیں چھوڑتا وہ پکڑا جائے گا۔ ہر ایک جو فسق وفجور میں مبتلا ہے وہ پکڑا جاوے گا۔ ہر ایک جو دنیا پرستی میں حد سے گزر گیا ہے اور دنیا کے غموں میں مبتلا ہے وہ پکڑا جائے گا۔ ہر ایک جو خدا کے وجود سے منکر ہے وہ پکڑا جائے گا۔ ہر ایک جو خدا کے مقدس نبیوں اور رسولوں اور مُرسَلوں کو بدزبانی سے یاد کرتا ہے اور باز نہیں آتا وہ پکڑا جائے گا۔

دیکھو! آج میں نے بتلا دیا۔ زمین بھی سنتی ہے اور آسمان بھی۔ کہ ہر ایک جو راستی کو چھوڑ کر شرارتوں پر آمادہ ہوگا اور ہر ایک جو زمین کو اپنی بدیوں سے ناپاک کرے گا وہ پکڑا جائے گا۔ خدا فرماتا ہے کہ قریب ہے جو میرا قہر زمین پر اترے کیونکہ زمین پاپ اور گناہ سے بھر گئی ہے۔

پس اٹھو اور ہوشیار ہو جاؤ کہ وہ آخری وقت قریب ہے جس کی پہلے نبیوں نے بھی خبر دی تھی۔ مجھے اس ذات کی قسم جس نے مجھے بھیجا کہ یہ سب باتیں اُس کی طرف سے ہیں، میری طرف سے نہیں۔ کاش یہ باتیں نیک ظنی سے دیکھی جاویں۔ کاش میں ان کی نظر میں کاذب نہ ٹھہرتا تا دنیا ہلاکت سے بچ جاتی۔ یہ میری تحریر معمولی تحریر نہیں۔ دلی ہمدردی سے بھرے ہوئے نعرے ہیں۔ اگر اپنے اندر تبدیلی کرو گے اور ہر ایک بدی سے اپنے تئیں بچالو گے تو بچ جاؤ گے۔ کیونکہ خدا حلیم ہے جیسا کہ وہ قہّار بھی ہے۔ اور تم سے اگر ایک حصہ بھی اصلاح پذیر ہو گا تب بھی رحم کیا جائے گا۔ ورنہ وہ دن آتا ہے کہ انسانوں کو دیوانہ کردے گا۔

نادان بدقسمت کہے گا کہ یہ باتیں جھوٹ ہیں۔ ہائے وہ کیوں اس قدر سوتا ہے۔ آفتاب تو نکلنے کو ہے۔۔۔۔۔۔ انسان کا کیا حرج ہے کہ اگر وہ فسق وفجور کو چھوڑ دے۔ کون سا اُس کا اِس میں نقصان ہے اگر وہ مخلوق پرستی نہ کرے۔ آگ لگ چکی ہے اٹھو اور اس آگ کو اپنے آنسوؤں سے بجھاؤ۔۔۔۔۔۔ اس قدر توبہ استغفار کرو کہ گویا مرہی جاؤ۔ تا وہ حلیم خدا تم پر رحم کرے۔ آمین۔ والسلام علی من اتبع الھدیٰ۔ راقم خاکسار مرزا غلام احمد قادیانی۔ ۸/اپریل ۱۹۰۵ء" (اشتہار الانذار مطبوعہ قادیان)۔ (مجموعہ اشتہارات، جلد سوم، مطبوعہ لندن، صفحہ ۵۲۴، ۵۲۲)۔

"آئندہ زلزلہ کی نسبت جو پیشگوئی کی گئی ہے وہ کوئی معمولی پیشگوئی نہیں۔۔۔ مجھے خدا تعالیٰ خبر دیتا ہے کہ وہ آفت جس کا نام اس نے زلزلہ رکھا ہے نمونہ قیامت ہوگا اور پہلے سے بڑھ کر اس کا ظہور ہوگا۔۔۔۔۔۔ اگرچہ بظاہر لفظ زلزلہ کا آیا ہے مگر ممکن ہے کہ وہ کوئی اور آفت ہو جو زلزلہ کا رنگ اپنے اندر رکھتی ہو۔ مگر نہایت شدید آفت ہو جو پہلے سے بھی زیادہ تباہی ڈالنے والی ہو۔ جس کا سخت اثر مکانات پر بھی پڑے" (براہین احمدیہ حصہ پنجم صفحہ ۹۳۔ ۱۹۰۵ء)۔ روحانی خزائن جلد ۲۱ صفحہ ۲۵۳، ۲۵۴ مطبوعہ لندن)۔

"کیا تم خیال کرتے ہو کہ تم۔۔۔۔۔۔ امن میں رہو گے یا تم اپنی تدبیروں سے اپنے تئیں بچا سکتے ہو؟ ہر گز نہیں۔ انسانی کاموں کا اُس دن خاتمہ ہو گا۔۔۔۔۔۔ اے یوروپ تو بھی امن میں نہیں اور اے ایشیا تو بھی محفوظ نہیں اور اے جزائر کے رہنے والو کوئی مصنوعی

خدا تمہاری مدد نہیں کریگا۔ میں شہروں کو گرتے دیکھتا ہوں اور آبادیوں کو ویران پاتا ہوں۔ وہ واحد یگانہ ایک مدّت تک خاموش رہا۔ اس کی آنکھوں کے سامنے مکروہ کام کئے گئے وہ چپ رہا۔ مگر اب وہ ہیبت کے ساتھ اپنا چہرہ دکھلائے گا۔ جس کے کان سننے کے ہوں سنے"۔(حقیقۃ الوحی صفحہ ۲۵۷ مطبوعہ ۱۹۰۶ء۔ روحانی خزائن جلد ۲۲ مطبوعہ لندن صفحہ ۲۶۹)۔

"یاد رہے کہ جس عذاب کے لئے یہ پیشگوئی ہے اس عذاب کو خدا تعالیٰ نے بار بار زلزلہ کے لفظ سے بیان کیا ہے اگرچہ بظاہر وہ زلزلہ ہے اور ظاہر الفاظ یہی بتاتے ہیں کہ وہ زلزلہ ہی ہوگا لیکن چونکہ عادت الٰہی میں استعارات بھی داخل ہیں اس لئے یہ بھی کہہ سکتے ہیں کہ غالباً تو وہ زلزلہ ہوگا ورنہ کوئی اور جانکاہ اور جانگداز اور فوق العادت عذاب ہے جو زلزلہ کا رنگ اپنے اندر رکھتا ہے"۔(درمکنون حصہ دوم۔ تاریخ اشاعت اپریل ۱۹۱۷ء)

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا: "ان نشانوں کے بعد دنیا میں ایک تبدیلی پیدا ہوگی اور اکثر دل خدا کی طرف کھینچے جائیں گے اور اکثر سعید دلوں پر دنیا کی محبت ٹھنڈی ہو جائے گی اور غفلت کے پردے درمیان سے اٹھا دیئے جائیں گے۔ اور حقیقی اسلام کا شربت انہیں پلایا جائے گا"(تجلیات الٰہیہ، صفحہ ۵،۴ مطبوعہ ۱۹۰۶ء۔ روحانی خزائن جلد ۲۰ صفحہ ۳۹۶)۔

"خدا تعالیٰ نے مجھے بار بار خبر دی ہے کہ وہ مجھے بہت عظمت دے گا اور میری محبت دلوں میں بٹھائے گا اور میرے سلسلہ کو تمام زمین میں پھیلائے گا۔۔۔۔۔۔ میرے فرقہ کے لوگ اس قدر علم اور معرفت میں کمال حاصل کریں گے کہ اپنے سچائی کے نور اور اپنے دلائل اور نشانوں کی رو سے سب کا منہ بند کر دیں گے۔ اور ہر ایک قوم اس چشمہ سے پانی پئے گی اور یہ سلسلہ زور سے بڑھے گا اور پھولے گا یہاں تک کہ زمین پر محیط ہو جاوے گا۔ بہت سی روکیں پیدا ہونگی اور ابتلاء آئیں گے مگر خدا سب کو درمیان سے اٹھا دے گا اور اپنے وعدہ کو پورا کرے گا۔۔۔۔۔۔ خدا نے مجھے مخاطب کر کے فرمایا کہ میں تجھے برکت پر برکت دوں گا یہاں تک کہ بادشاہ تیرے کپڑوں سے برکت ڈھونڈیں گے۔ سوا اے سننے والو ان باتوں کو یاد رکھو اور ان پیش خبریوں کو اپنے صندوقوں میں محفوظ رکھ لو کہ یہ خدا کا کلام ہے جو ایک دن پورا ہوگا"۔(تجلیات الٰہیہ، صفحہ ۱۸،۱۷ مطبوعہ ۱۹۰۶ء۔ روحانی خزائن جلد ۲۰ صفحہ ۴۰۹)

"جو جاہل مسلمان کہتے ہیں کہ اسلام تلوار کے ذریعہ پھیلا ہے وہ نبی معصوم علیہ الصلوۃ والسلام پر افتراء کرتے ہیں اور اسلام کی ہتک کرتے ہیں خوب یاد رکھیں کہ اسلام ہمیشہ اپنی پاک تعلیم اور ہدایت اور اپنے ثمراتِ انوار و برکات اور معجزات سے پھیلا ہے اور آنحضرت ﷺ کے عظیم الشان نشانات آپ کے اخلاق کی پاک تاثیرات نے اسے پھیلایا ہے اور وہ نشانات اور تاثیرات ختم نہیں ہوگئیں بلکہ ہمیشہ اور ہر زمانہ میں تازہ بتازہ موجود رہتی ہیں اور یہی وجہ ہے کہ میں کہتا ہوں کہ ہمارے نبی ﷺ زندہ نبی ہیں اس لئے آپ کی تعلیمات ہمیشہ اپنے ثمرات دیتی رہتی ہیں اور آئندہ جب اسلام ترقی کرے گا تو اس کی یہی راہ ہوگی نہ کوئی اور"۔(لیکچر لدھیانہ، صفحہ ۲۶،۲۵، مطبوعہ ۱۹۰۵ء۔ روحانی خزائن جلد ۲۰ صفحہ ۲۷۴،۲۷۳)۔

مردوں اور عورتوں کے دائرہ کار قدرت نے الگ الگ مقرر کر رکھے ہیں

چوہدری خالد سیف اللہ خان کا یہ مضمون اپریل ۱۹۹۸ الفضل انٹرنیشنل میں شائع ہوا

ماہرین حیاتیات بڑے خوش ہیں کہ انہوں نے قدرت کا یہ عظیم راز معلوم کر لیا ہے کہ مردوں اور عورتوں کے طرز عمل، صلاحیتوں اور دلچسپیوں میں جو فرق ہوتا ہے اس کی وجہ ان کے دماغ کی بناوٹ کا اختلاف ہے۔ مائیکل جوزف اپنی کتاب برین سیکس میں لکھتے ہیں کہ مردوں عورتوں دونوں میں کچھ خوبیاں ہیں اور کچھ خامیاں ہیں۔ بعض معاملات میں مرد عورتوں سے آگے نکلے ہوئے ہیں اور بعض میں عورتیں مردوں سے آگے ہیں۔ اسی طرح بعض باتوں میں مرد عورتوں سے کمزور ہیں اور بعض میں عورتیں۔ مردوں کے دماغ میں جگہ زیادہ کھلی ہوتی ہے اور کچھ مردانہ سیکس ہارمون کے اثرات ہیں جو اس اختلاف کا باعث بنے ہیں۔

مرد جسمانی مشقت کے لئے زیادہ موزوں ہیں۔ ان کا میدان کھیت اور کارخانے ہیں۔ وہ بہترین مکینک، ماہر حساب دان، میوزک کمپوزر اور شطرنج کے کھلاڑی ثابت ہو سکتے ہیں۔ مردوں کے دماغ کی کھلی جگہ ان کو کھلے ماحول میں کام کرنے پر ابھارتی ہے۔ وہ چاہتا ہے کہ ادھر ادھر کھلا دوڑا پھرے۔ اگر مرد کے ہاتھ میں ٹیلی ویژن کا ریموٹ ہوگا تو وہ اسے گھماتا پھرے گا جبکہ عورت اپنا پسندیدہ پروگرام آرام سے دیکھے گی اور ادھر اُدھر نظریں نہیں گھمائے گی۔ مرد گاڑی چلاتے ہوئے بار بار لین تبدیل کرے گا جبکہ عورت کی خواہش ہوگی کہ ایک ہی لین میں چلتی چلی جائے۔ مردوں کی نگاہ مجمل ہوتی ہے اور عورت کی مفصل۔ وہ چھوٹی چھوٹی باتوں پر زیادہ توجہ دے گی۔ عورتیں جذباتی ہوتی ہیں اور ان میں خوبصورتی کو محسوس کرنے کا ملکہ زیادہ ہوتا ہے۔

پھر وہ لکھتے ہیں کہ عورتوں کے دماغ کی ساخت ایسی ہے کہ مردوں کے مقابلہ میں ان کے سونگھنے، چکھنے، سننے اور بولنے کی طاقتیں زیادہ ترقی یافتہ ہوتی ہیں اسی لئے وہ مردوں کی نظروں کو فوراً پہچان لیتی ہیں۔ زبانیں سیکھنے کے لئے عورتیں زیادہ موزوں ہیں۔ چونکہ قدرت نے عورتوں کو بات کرنے کا زیادہ ملکہ عطا کیا ہے اس لئے وہ بولنے چالنے میں زیادہ لطف محسوس کرتی ہیں۔

سائنس دانوں کی تحقیق سے یہی نتیجہ نکلتا ہے کہ مردوں اور عورتوں کے کام کرنے کے دائرے مختلف ہیں اور وہ مختلف کاموں کے لئے زیادہ موزوں ہیں سوائے استثنائی حالات کے جیسے ذاتی مجبوری یا قومی ضرورت۔ ورنہ بالعموم یہی بات

alislam.org

درست ہے کہ ایک کو دوسرے کے دائرہ میں گھسیڑنا ایسے ہی ہے جیسے لوہار سنار کے اوزاروں سے اور سنار لوہار کے ہتھیاروں سے کام کرنا شروع کر دے۔ جب عورت اور مرد کی مساوات قدرت ہی نے قائم نہیں کی اور ایک کو دوسرے پر بعض امور میں فضیلت دے دی ہے تو اس کے خلاف کام کرنا ایک غیر طبعی بات ہے۔

اللہ نے ہر مخلوق کو اس کے کاموں کی مناسبت سے قویٰ عطا کئے ہیں جیسے فرمایا وَخَلَقَ كُلَّ شَيْءٍ فَقَدَّرَهُ تَقْدِيرًا (الفرقان 25:3)۔ یعنی اس نے ہر چیز کو پیدا کیا ہے اور اس کے لئے ایک خاص اندازہ (قویٰ اور بناوٹ وغیرہ کا) مقرر کر دیا ہے۔ آج کے بہت سے سماجی، معاشی، اخلاقی اور اقتصادی مسائل مردوں اور عورتوں کے ایک دوسرے کے دائرہ میں گھسنے سے پیدا ہوئے ہیں۔ اگر مغربی ممالک کی عورتیں آج اپنے گھروں کو سنبھال لیں تو بے کاری بھی ختم ہو جائے۔ بچوں کی تربیت بھی بہتر انداز میں ہونے لگے اور بے شمار اجڑے گھروں کا سکون بھی پھر لوٹ آئے۔

عشق کی رہ میں جنوں درکار ہے　　　کام کچھ آتی نہیں دانائیاں

فائدہ کچھ بھی نہیں دیتیں کبھی　　　خالی خولی یہ خیال آرائیاں

کام جو کرتے ہیں پاتے ہیں مراد　　　ہیں نکموں کے لئے رسوائیاں

لیس للانسان الّا ما سعیٰ　　　حضرت حق کی ہیں حق فرمائیاں

چپ رہو اشرف اسی میں ہے بھلا

کیوں یونہی بنتے ہو اتنے کائیاں

(مولانا محمد شفیع اشرف صاحب)

لبرل ازم: محمد اظہار الحق صاحب روزنامہ دنیا کی ۱۶ نومبر ۲۰۱۵ کی اشاعت میں لکھتے ہیں:

" برسٹل کا شہر لندن سے تقریباً ایک سو بیس میل کے فاصلے پر ہے۔ برسٹل سے بارہ میل دور ۱۶۳۲ میں گھاس پھونس کی چھت سے بنی ہوئی ایک جھونپڑی میں جان لاک پیدا ہوا۔ جان لاک کو عام طور پر جدید لبرازم کا بانی سمجھا جاتا ہے۔ اس نے یہ نظریہ پیش کیا کہ حکومت کے جواز کے لئے عوام کی مرضی لازمی ہے، تاکہ حکمران یہ نہ کہتا پھرے کہ اسے قدرت نے یا مافوق الفطرت طاقتوں نے حاکم بنایا ہے۔ جان لاک نے اس پر بھی زور دیا کہ ضمیر کی آزادی انسان کا بنیادی اور فطری حق ہے، کسی حکومت کی اتھارٹی اسے متاثر نہیں کر سکتی۔ اس کے خیال میں مذہبی رواداری اور دوسرے مذہب کے ماننے والوں کو برداشت کرنا بھی لبرل ازم کا حصہ تھا۔ غور کرنے کی بات ہے کہ اگر یہ سب کچھ لبرل ازم ہے تو جان لاک تو سترھویں صدی میں پیدا ہوا، یہ سب اس سے پہلے اسلام دنیا کے سامنے پیش کر چکا تھا! خلفائے راشدین عوام کی مرضی سے مسند نشین ہوتے تھے۔ خلیفہ برسرعام کہتا تھا کہ میں ٹیڑھا ہو جاؤں تو مجھے سیدھا کر دو! رہی مذہبی رواداری اور دوسرے مذاہب کے ماننے والوں کو برداشت کرنا، تو اس کا موثر ترین اظہار اسلام ہی نے کیا۔

کیا مدینہ تشریف آوری کے بعد خدا کے پیغمبر ﷺ نے وہاں رہنے والے یہودیوں اور غیر مسلموں سے کہا کہ سب مسلمان ہو جاؤ ورنہ تمہیں قتل کر دیا جائے گا؟ حضرت عمر فاروقؓ نے بڑے پادری کی دعوت کے باوجود چرچ میں نماز پڑھنے سے انکار کر دیا۔ کہ اگر آج انہوں نے یہاں نماز ادا کی تو کل مسلمان ان کی تقلید کریں گے اور اگر انہوں نے ایسا کیا تو عیسائیوں کو انکے گرجاؤں سے نکال دیں گے۔ " دین میں جبر نہیں" کے اصول کا عملی مظاہرہ یہی تھا۔ اس سے پہلے خلیفہ اول نے لشکر اسامہ روانہ کیا تو دس نصیحتیں کیں جن میں سے دو یہ تھیں۔ تمہارا گزر ایسے لوگوں کے پاس سے ہو گا جو اپنے آپ کو عبادت کے لئے وقف کرتے ہوئے گرجوں اور عبادت خانوں میں بیٹھے اپنے مذہب کے مطابق عبادت کر رہے ہیں، انہیں اپنے حال پر چھوڑ دینا، ان سے کوئی تعرض نہ کرنا!۔ تمہیں ایسے لوگوں کے پاس جانے کا موقع ملے گا جو تمہارے لئے برتنوں میں ڈال کر مختلف کھانے پیش کریں گے۔ تمہارا فرض ہے کہ بسم اللہ پڑھ کر کھانا شروع کر دو۔! اسی مذہبی آزادی کا جان لاک نے ذکر کیا تو وہ لبرل ازم کا باپ قرار دیا گیا۔ اگر لبرل ازم یہی ہے تو پھر جان لاک اس کا بانی نہیں ہو سکتا! انسانوں پر انسانوں کی رضامندی سے حکومت کرنا اور دوسرے مذاہب کو برداشت کرنا اسلام اس سے بہت پہلے سکھا چکا تھا اور کر کے دکھا بھی چکا تھا! لبرل ازم، لبرل، لبرٹی اور اس کے ساتھ کے تمام الفاظ دراصل لاطینی لفظ Liber سے نکلے ہیں جسکا لغوی معنی آزاد ہے۔ یہ لفظ سب سے پہلے ۱۳۷۵ میں تعلیم کے سلسلہ میں استعمال ہوا۔ لبرل تعلیم یعنی وہ تعلیم جو ایک مرد حر کے شایان شان ہو۔۔۔۔

شاید ہم لبرل ازم سے اس لئے خائف ہیں کہ ہمارے ذہن میں اس کا مفہوم کچھ اور ہی ہے۔ ہم سمجھتے ہیں کہ لبرل ازم سے مراد گانا بجانا اور پینا پلانا ہے! اگر یہی مفہوم ہوتا تو یہ سب ہمارے ہاں لبرل ازم کے بغیر ہی ہو رہا ہے! اسکے باوجود ہم لبرل نہیں! ہم اس قدر تنگ نظر ہیں کہ غیر مسلم ملازموں کے لیے گھروں میں کھانے پینے کے برتن الگ رکھتے ہیں۔ ہم سب جانتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ کو ایک یہودی عورت نے کھانے کی دعوت دی۔ آپ چند صحابہ کے ہمراہ وہاں تشریف لے گئے۔ ہمارا یہ بھی ایمان ہے کہ آپ کا ایک ایک عمل ہماری ہدایت کے لئے محفوظ کر دیا

گیاہے۔ آج تک کسی نے یہ نہیں کہا کہ آپ اور آپ کے ساتھی کھانے کے اپنے برتن ساتھ لے کر گئے تھے! آج پانچ کروڑ سے زیادہ مسلمان ترقی یافتہ ممالک میں رہ رہے ہیں، اور رات دن غیر مسلموں کے ریستورانوں یں کھانا کھا رہے ہیں۔ بیشمار حلال ریستورانوں کے مالک اور ان میں کام کرنے والے ملازمین غیر مسلم ہیں، علماء کرام کے اعزاز میں دعوتیں بھی انہیں ریستورانوں میں منعقد ہوتی ہیں! عقیدت مندوں کو کوکا کولا کا بائیکاٹ کرنے کا حکم ملتا ہے مگر حضرت صاحب خود یہودیوں اور نصرانیوں کے بنے ہوئے موبائل فون، کار، جہاز اور انٹرنٹ کا استعمال کئے جاتے ہیں۔ اقبال نے کہا تھا:

ہم کو تو میسر نہیں مٹی کا دیا بھی

گھر پیر کا بجلی کے چراغوں سے ہے روشن

میراث میں آئی ہے انہیں مسند ارشاد

زاغوں کے تصرف میں عقابوں کے نشیمن!

ہاں! یاد آیا کہ اقبال پر بھی کفر کا فتویٰ لگا تھا! لبرل جو تھا!"

وہ آگیا ہے دوستو رمضان اللہ اللہ

سبحان اللہ اللہ سبحان اللہ اللہ

ہوتی ہے جس میں رحمت رحمٰن اللہ اللہ

جس ماہ میں تھا اترا قرآن اللہ اللہ

مومن کا جس میں تازہ ہو ایمان اللہ اللہ

وہ آگیا ہے دوستو رمضان اللہ اللہ

سبحان اللہ اللہ سبحان اللہ اللہ (مبارک احمد ظفر)

Jorden skapt av Gud sørger for et leie for alle folkeslag.

Vi skal oppføre oss høysinnet og vennlig mot våre medmennesker.

Guds nåde er universell, og omfatter alle folk, alle land og alle tider.

I sårbare tider slik som disse inviterer forfatteren dere til en fredsslutning, ettersom forsoning er noe som begge (grupper) trenger.

Og de guddommelige åpenbaringene, som Gud har skjenket meg, sier også at hvis folk ikke stopper sine onde handlinger og ikke vender seg bort fra synd, vil jorden bli hjemsøkt av fryktelige katastrofer. En elendighet vil ikke være over før en annen inntreffer.

Vi taler aldri negativt om andre folks profeter.

Mine kjære. Ingenting er som fred og forsoning.

Kjærlighet til alle, ikke hat mot noen.
Dette vakre mottoet springer ut av det Den utlovede Messias (AS) – fredens ambassadør – har lært oss.

Jeg vil avslutte denne talen med å sitere i norsk oversettelse to dikt av Den utlovede Messias (AS):

Det første av disse lyder:

Oppgi nå tanken på jihad, mine venner!
Forbudt er nå i troens navn all krig, drap og strid.

Messias – religionens leder – er kommet!
Forbi er nå alle religionskrigers tid.

Guds hellige lys nå fra himmelen strømmer.
Nytteløse er i dag alle fatwaer om kamp og krig.

Muhammad (SAWS) – det utvalgte sendebud – skal klart ha sagt ifra:
Ved Jesu Kristi andre komme – først da vil krigen ende ta.

Og det andre lyder slik:

Mine kjære! Måten å støtte troen på er ganske annerledes!

Ikke at dere trekker sverdet hvis noen er uenige!

Hvorfor trenger dere å trekke sverdet for å understøtte deres tro?

Den som overlever på blodsutgytelse kan ikke være en troende.

....

alislam.no ansar.no ansar.no

True Justice and Peace (2015)

I 2012 kom også boken «World Crisis and the Pathway to Peace», som inneholdt en rekke taler han hadde holdt, og også gjenga en rekke brev han hadde skrevet til statsledere og andre ledende personer om fred. Denne boken er for øvrig også utgitt på norsk under tittelen «Verdenskrise og veien til fred».

Da hazrat khalifatul masih V (ra – måtte Allah være tilfreds med ham) åpnet denne moskeen 30. september 2011, holdt han en tale der han blant annet sa: *«Denne moskeen er blitt bygget kun med ett formål; nemlig for tilbedelse av Den Ene Gud og Ham alene. Herfra vil man kun høre budskap om fred, kjærlighet og forsoning.»*

Hvor har de den fra, disse kalifene som jeg har nevnt, denne opptattheten av fred? Det er fordi de er etterfølgere av Den utlovede Messias. Hver og en av dem har vært, eller er, hazrat khalifatul masih. En av Den utlovede Messias' mange oppgaver var å vise at tiden for den djihad (såkalt hellig krig) som muslimene så lenge hadde vært opptatt av, nemlig blodig krig med våpen, var forbi. Han avviste ikke at den formen for krig en gang hadde vært nødvendig og riktig, men han viste til at med hans komme var perioden med den formen for krig, over. Fra nå av var det bare den åndelige jihad – altså anstrengelse for troen – som skulle gjelde. Fra nå av skulle det være jihad bare gjennom tale og skrift. Han skrev mye om dette. Her kommer et sitat fra boken Government Angrezi Aur Jihad (The British Government and Islam).

Doktrinen om jihad, slik den nå blir forstått og propagandert av muslimske lærde, maulvier, er fullstendig feil. Den kan ikke lede til annet enn at vanlige mennesker gjøres om til ville dyr gjennom deres prekener, og at alle de gode kvaliteter ved mennesket frarøves dem – og slik har det også skjedd. Jeg vet med sikkerhet at de byrdene av synder til dem som myrder på grunn av uvitenhet som følge av denne forkynnelse, og som ikke er klar over årsakene til at det måtte kjempes på islams tidlige stadium, hviler på skuldrene til disse maulviene som i hemmelighet fortsetter å propagandere disse farlige doktrinene, som så resulterer i slike sørgelige tap av liv.

Boken er skrevet for mer enn hundre år siden, men passer den ikke like godt på dagens IS? Den lille forskjellen er at mens maulviene på Hazrat Mirza Ghulam Ahmads tid preket slik lære i hemmelighet, gjør dagens IS og deres støttespillere det i full åpenhet, men de blodige og tragiske konsekvenser er de samme.

Hazrat Mirza Ghulam Ahmad, den utlovede Messias og Mahdi (AS), døde 26. mai i 1908. Dagen før, den 25. mai, hadde han avsluttet sin bok Paigham-e-Sulha, som ble skrevet med tanke på en interreligiøs konferanse som skulle holdes ved Punjab Universitet i Lahore 21. juni samme år, og som ble lest opp der av en annen. Den er på urdu, men har kommet også på norsk, og da med tittelen «Et budskap om fred». Talen omhandlet egentlig sameksistensen mellom de to store religionene i India, hinduismen og islam, men har et langt videre perspektiv, og jeg vil her komme med noen sitater:

...i religiøse og verdslige vanskeligheter bør vi ha medfølelse for hverandre, og vi bør utvise en slik medfølelse som om vi var lemmer av samme kropp.
En religion som ikke fremhever universell medfølelse, kan ikke kalles en religion.

mennesker, ja, våpen som på meget kort tid kan utrydde det aller meste av menneskeheten.

Enhver religion endres i løpet av historien. Ikke kjernen i budskapet, men oppfatningen av budskapet. Det blir preget av hva de mennesker som er rundt profeten, forstår, og hvordan de formidler det videre. Og det blir preget – og endret – av dem som budskapet så blir brakt videre til, for budskapet blir ikke mottatt av åpne og helt nøytrale sinn, men av mennesker som ut fra sine kulturelle og intellektuelle forutsetninger oppfatter og omformer budskapet. Videre er det så at betydningen og oppfatningen av ord og uttrykk endres gjennom århundrene <som eksempel: ordet «fjernsyn», som for hundre år siden ble brukt av romanforfattere om det å se for seg noe som ville skje en gang i fremtiden, mens man nå straks vil tenke på TV. Og som et annet eksempel det ordet som staves slik: p-a-k-k-i-s, «pakkis», som nå straks vil bli oppfattet som en nedsettende betegnelse på en med pakistansk bakgrunn, mens det av oss nordmann fram til omkring 1970 bare ble oppfattet som pakk-is, altså drivis bestående av flak av vinteris på havet, som skapte store problemer for nasjonale polarhelter som Nansen og Amundsen> Etter hvert kan det gå slik at bagateller blir viktige mens det viktige blir oppfattet som bagateller; det sentrale blir svekket i forhold til det perifere. Nettopp av disse grunnene lot Allah i sin visdom det stå fram profeter etter Moses, og har latt det stå fram reformatorer blant muslimene. Den største og viktigste av disse muslimske reformatorer er Hazrat Mirza Ghulam Ahmad, den utlovede Messias og Mahdi (AS), som levde fra 1835 til 1908, og som er grunnleggeren av Ahmadiyyabevegelsen i islam, som vår menighet er en del av.

Etter Hazrat Mirza Ghulam Ahmad (AS) har det kommet fem etterfølgere som har betegnelse khalifatul masih. Alle disse har snakket om fred, og ikke bare snakket – og skrevet – om fred, men konkret påvist hva som skal til for å skape fred. Jeg vil nevne noen eksempler: Nizam-e-Nau – New World Order of Islam, var tittelen på en tale av den 2. khalifatul masih, Hazrat Mirza Bashiruddin Mahmud Ahmad (ra – Måtte Allah være tilfreds med ham), og som senere kom på trykk. Det 11. kapitlet der begynner (i norsk oversettelse) med: *«De prinsipper jeg nettopp har forklart er utformet for å sikre internasjonal fred. I fravær av internasjonal fred er det ikke mulig å sikre forholdene for nasjonal framgang.»* Dette var ord han uttalte i 1942. Den tredje hazrat khalifatul masih, Hazrat Mirza Nasir Ahmad (ra – måtte Allah være tilfreds med ham), advarte gang på gang mot krig, og det var han som ga oss slagordet «Kjærlighet til alle, ikke hat mot noen». «A Message of Peace and a Word of Warning» som vi har på norsk med tittelen «Et fredens budskap og en advarsel» var tittelen på en tale som den 3. kalifen holdt i England i 1967, og som senere ble trykt og utgitt på en mengde språk. Gulfkrigen, den krigen som fulgte etter at Irak i 1990 invaderte Kuwait, var temaet for i alt 17 fredagsprekener som den fjerde kalifen, Hazrat Mirza Tahir Ahmad (ra – måtte Allah være tilfreds med ham), holdt, og som er samlet i boken «The Gulf Crisis & The New World Order», som utkom i 1992. Her kommer han med en rekke advarsler til dem som tilsynelatende hadde seiret, advarsler som ikke er blitt lyttet til, med de tragiske konsekvenser dette har hatt fram til nå, og kanskje med enda mer tragiske konsekvenser i fremtiden. Vår nåværende kalif, hazrat khalifatul masih V (ra – måtte Allah være tilfreds med ham), er utrettelig i sitt arbeid for fred. Engelske titler på noen av hans taler er:

The Key to Peace. Global Unity (2012)

The Critical State of World Peace (2013)

og samme år:
Islam. A Religion of Peace and Compassion (2013)

ansar.no

framgikk det helt klart av historieundervisningen at Europa var blitt reddet da de kristne frankerne under ledelse av sin dyktige hærfører Karl Martell slo en langt større muslimsk hær som hadde trengt nordover fra den iberiske halvøy (altså der Spania ligger i dag) i slaget ved Poitiers i oktober 732, og at det kristne Europa var blitt reddet nok en gang da de muslimske osmaner ble slått i slaget ved Wien i september 1683. For de kristne seierherrene var det helt klart at det var Gud som sto bak disse seirene mot dem de oppfattet som vantro – altså muslimene. Dette ser vi et godt eksempel på i ordene **venimus, vidimus, Deus vicit**. Fra antikken har vi de berømte ord **veni, vidi, vici** – jeg kom, jeg så, jeg seiret, slik Cæsar formulerte det i en rapport til det romerske senat etter at en romersk hær under hans ledelse hadde seiret i et stort slag i året 47 før Kristus. **veni, vidi, vici** – jeg kom, jeg så, jeg seiret – dette har senere vært et velkjent uttrykk i europeisk historie i mer enn 2000 år. En av seierherrene etter slaget ved Wien omskrev ordene så de ble til **venimus, vidimus, Deus vicit** - vi kom, vi så, Gud seiret. Ja, følelsen var at Gud hadde seiret. Hva muslimene tenkte eller følte, vet jeg ikke, men jeg har ikke sett noe sted at de mistet sin tro på grunn av nederlaget.

Det er svært mange årsaker til motsetningene, konfliktene og krigene mellom kristne og muslimer. Denne talen skal ikke først og fremst handle om dette, selv om jeg allerede har brukt en del tid på det, men det er viktig for meg å vise at kriger som ble ført for 1300 år siden, for 1000 år siden og for godt og vel 300 år siden har konsekvenser den dag i dag. Slaget ved Poitiers førte til at det ble satt en stopper for muslimenes ekspansjon nordover, slaget ved Wien førte til at det ble satt en stopper for de muslimske osmanenes innflytelse i Europa, og disse slagene var helt avgjørende for at Europa nå er slik det er, men mens disse slagene er noe som vi på sett og vis er ferdige med, og som neppe ligger særlig langt fremme i de fleste europeeres bevissthet, ligger korstogene der fremdeles som en tilsynelatende uuttømmelig kilde til mistro mellom såkalt kristne nasjoner og såkalt muslimske nasjoner. Det som betegnes som korstogstiden varte i nær 200 år, fra pave Urban II's flammende tale i 1095 som førte til de kristnes erobring av Jerusalem i 1099, og til de siste korsfarere i år 1291 trakk seg ut av det de omtalte som «det hellige land». Fortsatt er «korstog» et begrep som er i hyppig bruk, gjerne om noe som utkjempes med sterk tro og fanatisk glød, dog uten at ordet «korstog» er ment bokstavelig, men mens man i USA ikke har reagert så kraftig på daværende president Bush's bruk av ordet «crusade – korstog» i taler han har holdt, har man både i Europa og den såkalt muslimske verden følt det som et forsøk på å blåse liv i den gamle korstogstenkningen. Det er «vi» - altså det kristne Vesten - mot «dem» - altså den muslimske verden.

I alle land har det til alle tider vært enkeltmennesker og grupper som av ulike grunner har ønsket krig, og enkeltmennesker og grupper som ikke har ønsket det, det har vært mennesker som har tjent på krigen, og det har vært mennesker som har tapt på den, det har vært mennesker som har vært tapre, det har vært mennesker som har vært feige, det har vært mennesker som har utøvet grusomheter, det har vært mennesker som også under en krig har forsøkt å følge visse etiske retningslinjer. I de senere år har vi sett mennesker som kaller seg muslimer, utføre forferdelige handlinger mot mennesker de har tatt til fange – handlinger som til de grader strider mot islams lære at jeg ikke begripe at det går an å utføre dem, og samtidig hevde – og kanskje også oppriktig mene – at man er muslim.

Det var en tid der krig, selv om den kunne medføre ufattelige lidelser også for sivilbefolkningen, først og fremst soldatenes krig, og langt på vei en strid mann mot mann, med hugg- og stikkvåpen, og etter hvert med geværer som kunne skyte ett og ett skudd, og kanoner på samme vis, men i løpet av det nittende, tjuende og nå det tjueførste århundre har krigen endret seg voldsomt. Vi har nå våpen som på et øyeblikk kan drepe en mengde

Den utlovede Messias as – Fredens ambassadør

(amj-jalsa salana-2016-tale Noor Ahmad Truls Bølstad)

«Kjærlighet til alle – ikke hat mot noen». Disse ordene står ikke i Qur'anen. De er ikke en del av det som betegnes som «de fem søyler», og de står heller ikke i hadith. Likevel er disse ordene et motto for oss som er ahmadiyyamuslimer. De er ord som står som et ideal som vi, i all vår menneskelige skrøpelighet, forsøker å leve etter: **«Kjærlighet til alle – ikke hat mot noen»**. Disse ordene er, selv om de ikke direkte står i Qur'anen, essensen av islams lære slik den ble vist oss av Den hellige profeten, Muhammad (SAWS) og Den utlovede Messias, Hazrat Mirza Ghulam Ahmad (AS).

En av de bøker jeg leste før jeg konverterte til islam for snart 60 år siden, hadde tittelen «Krigerprofeten», og den ga et mildt sagt lite positivt inntrykk av ham som der ble omtalt som «muhammedanernes profet Muhammed». «Krigerprofeten» - ja, det er sant at Muhammad (SAWS) førte krig. Det er også sant at hans etterfølgere førte krig. De kriger som profeten Muhammad (SAWS) førte, var nødvendige. Som et eksempel viser jeg til noe Den utlovede Messias skrev i sin bok «Paigham-e-Sulha», en bok jeg for øvrig vil komme tilbake til, men her og nå vil jeg sitere følgende: «Grusomhetene til de vantro blant Quraish overskred alle grenser. Og de begynte å drepe de fattige kvinner og de foreldreløse barna. Noen kvinner ble drept med en slik ufølsomhet at deres ben ble festet til to rep, som ble bundet fast til to kameler, og så ble de to kamelene drevet i to ulike retninger. Således døde de mens de ble revet i to. Da disse ubarmhjertige vantros overtredelser nådde dette stadiet, åpenbarte Gud, som er barmhjertig mot sine tjenere, til sitt sendebud:

Jamringen til de undertrykte har nådd meg. Nå tillater jeg dere å stå opp mot dem, og husk at et folk som reiser sine sverd mot de uskyldige, vil selv gå til grunne ved sverdet. Men begå ikke overtredelser, for Gud blir ikke venn med dem som begår overtredelser.

Dette er sannheten om islams jihad som så urettferdig er blitt fremstilt galt. Gud er sannelig barmhjertig, men når et folks ondskap overstiger alle grenser, lar Han ikke overgriperne gå ustraffet. Og Han skaper selv forhold som resulterer i deres ødeleggelse. Jeg vet ikke hvordan og fra hvor våre motstandere har hørt at islam ble spredt ved sverdets makt. Gud erklærer jo i Den ærverdige Quranen:

Det er ikke tvang i religionen, for sannheten er visselig lett å skjelne fra løgnen. (2:257)»

Av de kriger som profeten Muhammads (SAWS) etterfølgere førte, var saktens noen nødvendige for å forsvare både islam og de innbyggere som bodde i muslimske områder som ble angrepet, andre var helt sikkert unødvendige – i alle fall sett ut fra vår tids målestokk. Nå tror jeg at man skal være meget forsiktig med å gjøre seg til dommer over fortidens mennesker og deres gjerninger, men også uten å dømme mener jeg at man kan slå fast at fortidens kriger – og nå tenker jeg på de kriger som gjennom hundrevis av år er blitt ført mellom såkalt muslimske land og såkalt kristne land, har kastet skygger helt inn i vår tid. Da jeg var gutt, og leste det som ble kalt «guttebøker», handlet en del av dem om riddere og korsfarere, og det var ingen tvil om at forfatternes sympati lå hos de tapre korsfarerne. Deres grusomme ugjerninger sto det ikke noe om. Dem leste jeg faktisk ikke om før jeg noen år senere, på grunn av min store interesse for historie, fant fram til større historiske verker der det var litt mindre skjønnmaling av korsfarerne. Og da jeg gikk på skolen for 60 – 70 år siden,

Jeg har nå, svært kortfattet, forsøkt å vise at islams lære inneholder de momenter som skal til for å føre oss på veien mot fred, men jeg må også si litt om krig. Etter min oppfatning er Islam "fredens religion", men Islam er ikke pasifistisk. Islam tillater forsvarskrig. I Islams tidligste tid **måtte** muslimene kjempe mot dem som med alle midler forsøkte å utrydde både muslimene og islam. Om dette står det i Koranen (22:40-41):

Tillatelse til å kjempe gis dem som det kjempes mot, fordi de har lidd urett og Allah er visselig mektig til å hjelpe dem. / (Tillatelsen gis dem) som er blitt drevet ut av sine hjem med urette bare fordi de sa: Vår Herre er Allah. Og om Allah ikke drev visse mennesker tilbake ved hjelp av andre mennesker, så ville visselig klostre og kirker og synagoger og moskeer, hvor Allahs navn ihukommes mye, være blitt revet ned... 22:40-41

Men krigen skal ikke overdrives. Det skal ikke hevnes. Koranen sier:

Og bekjemp dem til det ikke lenger er forfølgelse, og troen på Allah er fri. Men om de avstår fra kamp,(så skal de vite) at det ikke er noe fiendskap, unntagen mot de urettferdige. 2:194

Og om de viser tilbøyelighet til fred, så vær også du tilbøyelig til det, og sett din lit til Allah, sannelig Han er den Althørende, Allvitende. 8:61

Av og til vil krig kunne bryte ut på tross av alle anstrengelser for å bevare freden. Også i en slik situasjon gir Koranen oss retningslinjer. Det står:

Og hvis to parter blant de troende strides, så stift fred mellom dem. Hvis en av dem deretter begår overgrep mot den andre, så bekjemp den som begår overgrep, inntil den vender tilbake til Allahs befaling. Så hvis den vender tilbake, slutt da fred mellom dem med rettferdighet, og behandle dem likt, for Allah elsker visselig de rettferdige. 49:10

Slik ser vi at islam ikke bare gir oss retningslinjer for å unngå krig, men også viser veien til hvordan fred kan gjenopprettes..

Tiden som er stilt til rådighet for hver taler, er meget knapp. Derfor må jeg nøye meg med dette, men i spørrerunden vil jeg selvfølgelig besvare spørsmål i den grad tid og møteleder tillater.

Takk for oppmerksomheten så langt.

Kjærlighet til alle

Ikke hat mot noen

Stikkord religiøse motsetninger: Islam er en strengt monoteistisk religion, og anser avgudsdyrkelse som den verste av alle synder, men likevel sier Koranen:

Tal ikke nedsettende om dem de tilber ved siden av Allah…slik at ikke de i fiendskap skal tale nedsettende om Allah i sin uvitenhet. 6:109

I Koranen leser vi også:

Det er ikke tvang i religionen, for sannheten er visselig lett å skjelne fra løgnen. 2:257

Og videre:

Og si: Sannheten er fra din Herre. La den som vil, tro, og la den som vil, være vantro…18:30

Man skal ikke såre andres følelser, og derved legge grunnlag for hat. Dette gjelder for øvrig ikke bare med hensyn til religion. Koranen sier også:

Å dere troende, la ikke et folk spotte et annet, kan hende de er bedre enn dem, og la ikke kvinner spotte andre kvinner, og snakk ikke stygt om deres eget folk, og gi ikke hverandre kallenavn… 49:12

Å, dere troende, unngå for mye mistenksomhet, for mistenksomhet er i noen tilfeller en synd, og spioner ikke, og baksnakk ikke hverandre… 49:13

Stikkord rasemotsetninger og undertrykkelse: Islam er imot diskriminering.

Å dere mennesker. Vi har skapt dere av hankjønn og hunkjønn. Og gjort dere til folk og stammer for at dere må kjenne hverandre. Sannelig, den mest rettferdige blant dere har størst ære hos Allah, for Allah er visselig Allvitende og kjenner alle ting. 49:14

I sin tale under avskjedsvalfarten rett før sin død sa profeten Muhammad (Allahs velsignelser og fred være med ham) blant annet:

En svart har ikke noe fortrinn framfor en hvit, heller ikke har en hvit noe fortrinn framfor en svart - unntagen hva gudsfrykt og rettferdighet angår.

Stikkord klassemotsetninger: Islams ideal er det enkle liv, og den makt og rikdom som en del mennesker velter seg i i mange muslimske land, strider helt imot Islams ånd, men Islam advarer også mot misunnelse:

Og la ikke ditt øye vandre langt til det, som Vi har forsynt noen klasser med av dem med, av denne verdens glans for at vi skal prøve dem. Og din Herres forsyning er bedre og mer varig. 20:132

Islam forbyr renter, som fører til en opphopning av rikdom, og pålegger muslimene å betale zakat - en avgift som fordeles blant fattige og trengende. En ordning som gjorde at den første muslimske statsdannelse også ble den første velferdsstat - for ca. 1350 år siden.

ansar.no ansar.no ansar.no

Verdenssituasjonen i dag og veien til fred

Foredrag på Religionenes dag i Baitun Nasr moské tirsdag 26. oktober 2013
(*Noor Ahmad Truls Bølstad)*

«Verdenssituasjonen i dag og veien til fred» er det tema som vi, troende fra forskjellige religioner, er blitt bedt om å tale om i dag. Jeg forstår dem som stiller seg tvilende til at nettopp representanter for forskjellige religioner har noe særlig å bidra med når det gjelder dette temaet, for er det noe vi kjenner fra historien, og dessverre også fra vår egen tid, er det at religioner snarere har virket, og virker, konfliktskapende enn konfliktdempende. Og slik en del muslimer uttaler seg og oppfører seg, kan det synes svært så tvilsomt om en muslim kan ha noe å bidra med utover å si noen ord om verdenssituasjonen i dag, for hva kan en muslim si om fred?

Jeg skulle gjerne ha brukt mer av min tildelte taletid til å problematisere nettopp dette, men velger å nøye med det jeg har sagt så langt, bare for å vise at jeg forstår skepsisen, og så vil jeg presisere at jeg er ahmadiyyamuslim, og at vi ahmadiyyamuslimer arbeider ut fra tesen «Kjærlighet til alle, ikke hat mot noen». Mirza Masroor Ahmad, som er den femte khalifat ul masih, og leder for Ahmadiyyabevegelsen i islam siden 2003, arbeider utrettelig for fredens sak, blant annet ved å henvende seg til verdens politiske ledere, ved å holde en rekke taler til parlamentarikere og andre, ved å arrangere fredskonferanser og ved å publisere brev og taler. Og alt han sier og alt han skriver er basert på islams lære.

Hvorfor blir det krig? Hvorfor utføres krigerske handlinger? Det er så mange faktorer som spiller inn. Ekspansjonstrang, ønske om å vinne tilbake det som er tapt, ønske om frigjøring, ønske om hevn, trygging av egne grenser kombinert med en idé om at "angrep er det beste forsvar", religiøse motsetninger, rasemotsetninger, undertrykkelse, klassemotsetninger. Det vil kreve et langt og omfattende foredrag for å kunne komme detaljert inn på hvordan islams lære kan dempe disse faktorene. Med den korte tid jeg har til rådighet, kan jeg bare gi en skisseaktig fremstilling.

Fred begynner i den enkelte og med den enkelte.

"assalamu aleikum" sier den ene muslimen til den andre når de møtes.
"assalamu aleikum" - "fred være med deg".

Og den andre svarer
"wa aleikum es salam" - "og fred være med deg".

I de daglige bønner avslutter vi med å vende hodet mot høyre og venstre og si ordene "assalamu alaikum wa rahmat ullah" - Allahs fred og velsignelse være med deg.

Jeg nevnte nettopp religiøse motsetninger, rasemotsetninger, undertrykkelse og klassemotsetninger som momenter som kan skape krig og konflikter. Jeg skal nå kort si noe om hvert av punktene.

ansar ansar ansar

بسم الله الرحمن الرحيم

إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَالَّذِينَ هَادُوا وَالنَّصَارَىٰ
وَالصَّابِئِينَ مَنْ آمَنَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ
وَعَمِلَ صَالِحًا فَلَهُمْ أَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ
وَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ ٦٣

(**Al-Baqarah Chapter 2 : Verse 63**)

Sannelig, de troende og jødene og de kristne og sabierne* – de av dem som tror på Allah og den Ytterste dag og handler rettferdig – de vil få deres belønning hos deres Herre. Og ingen frykt skal komme over dem, og de skal ikke sørge.

*Sabierne er et navn som brukes om forskjellige sekter: 1) Stjernetilbredere i Mesopotamia. 2) En blanding av jødedøm, kristendom og parsisme. 3) Et folk ved Mosul, som hevdet å følge Noahs religion, men som ikke hadde noen hellig skrift. 4) Et folk i Irak, som trodde på alle profetene og hadde et særskilt system for bønn og faste.

Ansarullah

2016

ansar.no